ترجمہ قصص العلما | بسم اللہ الرحمن الرحیم | حصہ دوم

احوال برادر شہید ثالث

حاجی ملا محمد صالح برغانی برادر شہید ثالث۔ آپ عالم ...
اخبار بلکہ سلطان عصر تھے فقیہ اور مجتہد اور صاحب تالیف ...
شہر قزوین میں قدیم سے شراب خانہ تھا آپ اور آپ کے بھائی شہید ثالث کے وجود
بافیض سے وہاں کے رہنے والے دوسرے شہر کے رہنے والوں سے زیادہ متدین
ہوگئے تھے آپ مصیبت امام حسینؑ پر بہت روتے تھے کسی کو غیر معتبر روایت
پڑھنے نہ دیتے تھے۔ آپ اپنے والد اور آقا سید علیؒ اور آقا سید محمدؒ کے شاگرد تھے۔
سید محمدؒ اور آقا سید عبداللہ سے اجازہ حاصل تھا۔ آپ فرماتے تھے کہ سفر مکہ میں جب
حلب میں پہنچے بادشاہ حلب نے بذریعہ حاجی آفندی مجھکو طلب کیا بعد تعظیم و ...
مجھ سے سوال کیا کہ خلافت علیؑ پر آپ کی کیا دلیل ہے۔ میں جو دلیل بیان کرتا
بادشاہ اسکو رد کرتا تھا خود صاحب ادراک تھا میں نے اندیشہ کیا کہ اگر میں لاجواب
ہوگیا تو عوام شیعہ کے ضعف اعتقاد کا سبب ہوگا لہذا باطن سے متوسط باطن ائمہ
اظہار ہوا۔ اسی وقت الہام و افاضہ ربانیہ سے دلیل محکم بیان کی بادشاہ لاجواب

ایک دہ ازگوش مصری شال اور شیرینی مجھ کو دی میرے ہمراہیوں کو بھی شیرینی اور باہوت بخشی وہی دراز گوش چالیس تومان کو فروخت ہوا۔ ختم دوازدہ امام خواجہ نصیر الدین طوسی کی حاجی صاحب نے اس مؤلف کو اجازت دی تھی اور کہا تھا کہ مطالب شرعیہ کیلئے پڑھنا۔ حاجی صاحب موصوف کربلائے معلے میں مقیم تھے آخر عمر میں مکان خریدا تھا ایک دن حضرت سید الشہدا کی زیارت کے لئے گئے تھے نماز و زیارت کے بعد روضۂ مقدس میں کھڑے ہوئے دعا کرتے تھے کہ ناگاہ گر پڑے اٹھا کر گھر میں لائے اسی حالت میں آپ کا انتقال ہو گیا رحمۃ اللہ علیہ۔ اسی طرح مرحوم حاجی ملا عبد الوہاب قزوینی بھی زیارت نجف اشرف کو جا کر بیمار ہوئے اور حالت نزع میں کہا کہ مجھکو مرقد مطہر حضرت امیر المومنین کے قریب لیجاؤ تابوت میں رکھکر لیگئے حرم حضرت امیر المومنین میں رکھا اُسی قربت میں انتقال ہو گیا۔ آپ ترویج علماء میں بہت کوشش فرماتے تھے بے انتہا عابد تھے چالیس مجتہدوں سے اجازت حاصل تھی۔ ایک وقت عید کے دن مؤلف کتاب آپکی ملاقات کو گیا مجلس علماء سے بھری ہوئی تھی۔ سوال ہوا کہ حضرت عیسیٰ کے زندہ رہنے اور امام عصر اسکے مقتدا ہونے میں حکمت کیا ہے کسی نے اسکا جواب نہیں دیا میں نے کہا شاید حکمت لطف ہو۔ حق تعالےٰ جانتا ہے کہ اکثر حضرت عیسیٰؑ کی امت ہوگی اگرچہ ان کے دین میں تغیر کیا ہو جب بعد ظہور صاحب العصر حضرت عیسیٰ نازل ہوں گے وان من اهل الكتاب الا ليومنن به قبل موته ۔ حضرت عیسیٰؑ کے ذریعہ سے صاحب العصر پر ایمان لینگے اگر ایسا نہ ہو تو امام عصر کی تیغ سے قتل ہوں گے۔ حاجی صاحب موصوف نے تصدیق کی اور کہا کہ شیخ احمد نے بھی یہی کہا ہے۔ تالیفات برادر شہید ثالث کتاب غنیمت المعاد۔ شرح ارشاد ۱۳ جلد۔ کتاب مسالک ۶ جلد کتاب تفسیر ۶ جلد معدن البکا فارسی۔ مخزن البکا فارسی۔ معدن البکا عربی۔ تالیفات

شہید ثالث عیون الاصول ۲ جلد منہج الاعتقاد شرح شرایع طہارت سے دیات تک ۳ جلد رسالہ قضاء و صلوٰۃ رسالہ نماز جمعہ رسالہ طہارت و نماز وغیرہ۔ مجالس المتقین۔

احوال آخوند ملا صفر علی لاہجانی

آپ لاہجانی الاصل ساکن قزوین عالم و فاضل تھے آقا سید محمد کے شاگردوں سے تھے آپ کو حجت الاسلام سے اجازت حاصل تھی شرح معالم رسالہ درایہ لکھا ہے، مقبات کی زیارت کرنے کے بعد تھیسے کتاب لسان الصدق طلب کی چند روز یہ کتاب اُن کے پاس رہی تین مقامات پر حاشیہ لکھا آخوند کو ابتدا میں حکمت کا شغل زیادہ تھا ایام شباب میں ملا صدرا کی کتابیں پڑھاتے تھے اسوقت اصفہان میں تھے۔ ایک شب عجیب خواب دیکھا صبح کو بخار الم میں گرفتار ہوئے اُسکے منہ سے ایسی بدبو معلوم ہوتی تھی کہ اہل مجلس کو اذیت ہوتی تھی۔ آخوند نے تدریس علم حکمت ترک کی تائب ہو کر علم فقہ و اصول میں مشغول ہوئے بوئے بدمنہ سے رفع ہوگئی۔

احوال ملا عبد الکریم ایروانی

آپ ساکن قزوین تھے عالم عالی مقدار فاضل روزگار محور دائرہ فضل و کمال خورشید فلک فضل و اشتہار وحید اعصار فرید امصار مجمع حقیقت سید مختار تھے۔ آقا سید علی مؤلف شرح کبیر کے شاگرد تھے۔ آپ خود کہتے تھے کہ آقا سید علی کے ہم تین شاگرد سرآمد اہل زمان تھے۔ میں اور شریف العلماء اور مرزا احمد ترک۔ مجھکو اُن دونوں سے برتری حاصل تھی۔ مؤلف کی رائے ہے کہ اس بیان میں اس بزرگوار نے مبالغہ نہیں کیا ہے العیاذ باللہ کہ ان کا قول غلط ہو بلکہ آپ علم طور علم و سوس اصول تھے۔ اس فقیر کو بھی آپ سے تلمذ حاصل ہے۔ آپ یہ بھی فرماتے تھے کہ جب سید الاساتید آقا سید علی کا وقت وفات قریب ہوا مجھکو اور شریف العلماء کو طلب کیا اور کہا تم سے میری وصیت ہے کہ میرے فرزند سید محمد کی مجلس درس کو شکستہ نہ کرو۔ تم بھی حاضر ہوا کرو۔ آپ کی

وفات کے بعد میں شریف العلما کو لیکر سید محمد کی مجلس درس میں گیا۔ مرحوم کے تمام شاگرد جمع
تھے ایک دن شریف العلماء نہیں آئے بعد ختم مجلس میں انکی خدمت میں گیا نہ آنے کا
سبب دریافت کیا شریف العلماء نے کہا کب تک ہم دوسروں کی مجلس کی زینت ہیں
مجھکو چاہئے کہ خود مجلس درس تیار کروں۔ یہ سنکر میں تو آقا سید محمد کی مجلس میں گیا۔
لیکن شریف العلما نے مجلس درس تیار کی طلاب وہاں جمع ہونے لگے آقا سید محمد کی
مجلس شکستہ ہو گئی جب میں نے یہ حال دیکھا خود بھی مجلس درس کا بانی ہوا چند
روز طلاب جمع ہوئے بعد کم ہو گئے شام سے صبح تک شریف العلماء کا چراغ بے درس
جلتا تھا۔ ایک شب میں انکے حجرہ میں گیا دیکھا کہ چراغ طاقچہ میں رکھا ہے وہ بین سطریں
قوانین کی تنہا بیٹھے ہوئے دیکھ رہے ہیں اور حجرہ میں گردش کر رہے ہیں۔ باوجود
شریف العلما اس شہر میں کسی کو درس کی رغبت نہ تھی اس خیال سے میں قزوین میں چلا
آیا۔ مؤلف کی دانست میں مرحوم آخوند ملا عبد الکریم مدقق تھے مگر ترک تھے۔ اور
شریف العلما محقق تھے تقریر میں بے نظیر تھے اگر کوئی شخص بیس تیس مسئلہ اصول میں
آپ سے پڑھتا تمام مسائل سے باخبر ہو جاتا۔ اخوند ملا عبد الکریم کے پڑھانے کا
یہ حال نہ تھا تھوڑے زمانہ میں شریف العلماء کے شاگرد ترقی بے اندازہ حاصل
کرتے تھے۔ ملا عبد الکریم کے شاگردوں کو یہ ترقی حاصل نہ تھی۔ اخوند موصوف
ایک حکایت عجیب بیان کرتے تھے کہ میں جس زمانہ میں بلخ اور اردبیل میں تھا

حکایت بخیل

اسی شہر میں ایک تاجر بخیل رہتا تھا کبھی کسی سائل کو اپنے
پاس آنے نہ دیتا اکثر اپنے قرضداروں کے گھر میں سیر ہو کر
کھاتا اور گھر میں بھوکا رہتا۔ اپنے مال سے کبھی نہ کھاتا تھا۔ ایک دن انکی
بے اطلاع انکے مال سے کسی نے کھانا پکایا اسکو مہمانی میں طلب کیا لقمۂ
اول ہی بخیل کے حلق میں پھنس گیا حلق سے نہ اترا۔ بخیل نے کہا یہ میرا مال ہوگا

کیونکہ میں اسکے کھانے پر قادر نہیں ہوں۔ دعوت برخاست ہونے کے بعد میرے شاگردوں نے کہا ممکن نہیں کہ کوئی شخص اس بخیل سے فقیروں کے لئے کچھ حاصل کرے میں نے کہا کل میں اسکے پاس جاؤنگا اور شاگردوں کے لئے کچھ لاؤنگا شاگردوں نے مکرر کہا کہ جناب یہ ناممکن ہے۔ مختصر اینکہ دوسرے دن میں اسکے پاس گیا۔ سلام کیا اس نے جواب دیا۔ میں نے کہا مجھکو آپ سے کچھ کہنا ہے تب طلبہ توجہ سے سنیں بخیل نے کہا فرمائیے۔ میں نے کہا دنیا بے اعتبار ہے بخیل کے لئے نار دوزخ ہے۔ اسکے بعد آیات و اخبار بیان کئے میرے کہنے کا اس وقت یہہ اثر ہوا کہ بخیل کی آنکھوں سے آنسو رواں ہوے وقت غنیمت سمجھکر میں نے کہا اگر آپ اس عذاب سے بچنا چاہتے ہیں تو طلبہ مدرسہ کی رقمی امداد فرمائیے تاکہ انکی دعا شامل حال رہے خدائے تعالئے اس روز تم پر رحم کریگا جہاں اس خیرات کا مال ساتھ رہیگا۔ باقی مال تو یہاں رہے گا۔ یہ سن کر اس بخیل نے بے تامل مجھکو چالیس اشرفیاں دیں میں فوراً وہ رقم لیکر راہی مدرسہ ہوا۔ کاروان سرا کے دروازہ تک پہنچا تھا کہ وہی بخیل عقب سے فریاد کرتا ہوا پہنچا۔ کہا اے آخوند ٹھہر جا میں آرہا ہوں۔ میں سمجھ گیا کہ وہ پشیمان ہو گیا ہے جلدی سے چلا وہ بھی دوڑتا ہوا آیا مجھ کو پکڑ لیا جھگڑا شروع ہوا لوگ جمع ہوگئے حال دریافت کیا اور کہا کہ آخوند بیچارہ سے کیوں جھگڑتا ہے بخیل نے کہا آج آخوند نے مجھکو دھوکہ دیکر رقم کثیر حاصل کی ہے۔ سب نے کہا فقیر و عالم کو خیرات دیکر واپس نہ لینا چاہئے۔ یہ پریشانی بے معنی ہے بخیل کو سب نے گھیر لیا میں نجات پاکر مدرسہ میں آیا شاگردوں کو جمع کیا وہ رقم تقسیم کردی۔ اگر یہ اعتراض ہو کہ آخوند نے ایسی تقسیم کیوں کی اگرچہ اول وکیل تھے لیکن ثانی الحال معزول۔ اس اعتراض کا جواب یہ ہے کہ افعال مسلمانان

صحت پر محمول ہیں۔ شاید مصلحین کی نصیحت سے بار دیگر وہ بخیل راضی ہوا ہو
یا مرحوم آخوند اُسوقت قائل حکومت شرعی تھے یا حاکم شرع سے صاحب اذن
کا قائل اعتقاد تھا نماز پنجگانہ جماعت سے تو اگر علم ہو کہ کسی شخص پر مال خمس و زکواة
واجب الادا ہے جس طرح ممکن ہو حقوق ناس حاصل کر سکتے ہیں۔ ابتدا میں
ملا عبد الکریم بہت مشہور تھے ایک فیصلہ میں آپ نے حجت الاسلام کی تائید
کی اسوجہ سے ملا عبد الکریم سے لوگ کم اعتقاد ہو گئے ورنہ آخوند وحید عصر تھے
آپ نماز جماعت نہیں پڑھاتے تھے خود کہتے تھے کہ ابتدا ئے امر میں مجھکو مسجد
نماز پڑھانے لے گئے جماعت کثیر تھی دوسرے وقت جماعت کم ہونے لگی
میں نے محسوس کیا کہ جماعت کی کمی سے نفس میں تاثیر زیادہ ہو رہی ہے مجھکو
پر اعلام ہوا کہ یہ نماز جماعت قربۃً الی اللہ نہ تھی کہ جماعت کثیر ہو تو نفس کو خوشی
ہو اور کم ہو تو ناخوشی اسلئے نماز جماعت پڑھانا ترک کیا۔ آپ نے خواہش نفس سے
حجت الاسلام کے خلاف نہ لکھا تھا بلکہ اس واقعۂ مفروضہ میں جناب آخوند کو
اسکے خلاف علم حاصل ہوا ہوگا۔ ملا احمد نراقی کے فیصلہ کو آخوند نے پسند کیا تھا
اور حجت الاسلام کے خلاف رائے لکھی تھی لیکن ملا نے یہ حکایت بھی بیان کی
تھی کہ سید تقی قزوینی نے عقد باندھا تھا میرے پاس مرافعہ پیش ہوا میں نے
ابطال عقد کی رائے لکھی اس سبب سے باہم رنج پیدا ہوا تھا ایک شب خواب میں
دیکھا کہ ایک شخص میرے پاس آکر کہتا ہے کہ آپکی طلبی ہے یہ سنکر مجھکو بہت
ہیبت ہوئی وہ شخص آگے اور میں اسکے عقب روانہ ہوا۔ ایک گھر میں
لیجا کر اس نے کہا یہاں تجھکو طلب کیا ہے وہاں میں نے دیکھا سادات عظام
بہ ترتیب بیٹھے ہیں حاجی سید تقی بھی انکے وسط میں بیٹھے ہیں میں نے سلام
کیا جواب ملا۔ وہ سید جو سب سے بالاتر تھے مجھ سے فرمانے لگے ہمارے

فرزند سید تقی کی تو نے دلشکنی کیوں کی" اب سے ایسا نہ کرنا۔ جناب سید کو راضی کر
میں بیدار ہوا صبح کو ان کی خدمت میں گیا خواب تو بیان نہ کیا لیکن معذرت
چاہی۔ سید مجھ سے خوش ہوئے دوسرے بار پھر مرزا شفیع پیش آگے ... پر کچھ ... لکہ کچھ ان کے
خلاف لکھا مگر اسی طرح کا خواب دیکھا صبح کو باوجودیکہ برف پڑ رہی تھی سید صاحب کے
گھر پر گیا معذرت کی لیکن خواب دوم بھی بیان نہ کیا۔ سید صاحب نے کہا میں تم سے
راضی ہوا۔ شب گزشتہ جہاں تم کو لے گئے تھے میں بھی اس مجلس میں موجود تھا
مجھکو زیادہ تعجب ہوا کہ سید صاحب کو مضمون خواب کا علم کس طرح حاصل ہوا۔ حالانکہ
میں نے کسی سے وہ خواب نہ کہا تھا۔ آخوند کو کیمیا میں بھی دخل تھا۔

احوال حاجی ملا محمد جعفر

حاجی ملا محمد جعفر استرآبادی ساکن اصفہان فاضل تھے کمال جامع
علوم تھے آپ کو صاحب ریاض آقا سید علی سے تلمذ حاصل
ہے آپ صاحب تالیف ہیں مثل نافع شرح تجرید اور کتاب براہین العلوم وغیرہ۔ آپ
اصول اور فقہ کا سبق پڑھاتے تھے سبق کے اول روز خطبہ پڑھتے تھے خطبہ کے بعد
دعا کرتے تھے۔ مؤلف کتاب بھی آپ کی مجلس درس میں حاضر تھا۔ آپ اکثر
علوم سے واقف تھے شاعر بھی تھے۔ طبع شعر فضل خدا ہے عز اسمہ۔ مرحوم حاجی
ملا محمد صالح فرماتے تھے کہ تین بار کتاب مصائب لکھی ہر چند چاہا کہ ایک مصرع
مصیبت میں موزوں کروں کتاب میں لکھوں شعراء اہلبیت میں محسوب رہوں
لیکن ایک مصرع بھی موزوں نہ ہو سکا۔ مرحوم ملا محمد جعفر کی عادت تھی کہ ناخن
جمع کر کے کربلائے معلےٰ میں دفن کے لئے بھیجتے تھے۔ مرحوم فرماتے تھے کہ
خلیفہ اول حضرت آدمؑ ہیں دوم حضرت داؤدؑ۔ سوم حضرت ہارونؑ۔ چوتھے
ان خلفا کے حضرت امیر المومنین علیہم السلام ہیں آپ ایک حکایت بیان کرتے
تھے کہ میں نے دو قسم کے مرید دیکھے۔ ایک مرید آتشی یعنے وہ شخص کہ دنیا کیلئے

مرید ہوا ہو۔ دوسرے مرید شاشی۔ قسم دوم کی تصریح بیان کی کہ ایک شخص کو مجھ سے کامل اعتقاد تھا نماز پنجگانہ جماعت میں میرے پیچھے پڑھتا تھا ہمیشہ مسجد میں میرے اول جاکر میرا انتظار کرتا تھا۔ ایک دن میں اور وہ کسی راستہ سے جا رہے تھے اثنائے راہ میں مجھکو پیشاب کی ضرورت ہوئی اتنی مہلت نہ تھی کہ منزل تک پہنچوں پانی بھی موجود نہ تھا ایک گوشہ میں بیٹھکر پیشاب کیا اور کپڑے سے صاف کیا گھر میں آکر طہارت کی اس کے بعد اس شخص کو مسجد میں نہ دیکھا مجھکو بہت تعجب ہوا کبھی وہ شخص نماز جماعت ترک نہ کرتا تھا کیا سبب ہے کہ حاضر نہیں اسکے گھر پر عیادت کے لئے گیا دیکھا تو بیمار بھی نہیں تھا۔ نماز جماعت ترک کرنیکا سبب دریافت کیا تو بعد اصرار اس نے کہا مجھکو آپ پر بہت اعتقاد تھا لیکن اس روز سے کہ آپ نے پیشاب کرکے طہارت نہ کی میرا اعتقاد زائل ہوگیا حاجی کہا میں نے اس شخص کا نام مرید شاشی رکھا۔

ا۔ آقا آخوند ملا حسن یزدی	آپ فاضل خطۂ ایران عابد زاہد متقی تھے اور غم امام حسین میں اکثر گریاں رہتے تھے آخر عمر میں آپ کربلائے معلیٰ میں

آئے آپکا مدفن بھی اسی ارض مقدس میں ہے آپکی تالیف سے کتاب منہج الاحزان ہے۔ اخبار معتبرہ مصیبت جمع کئے ہیں آپ آقا سید محمد کے شاگرد ہیں آقا سید علی سے بھی تلمذ ہوگا آخر عمر میں انکو مرض رعشہ عارض تھا اطبا ہر روز ایک مثقال سنکھیا کھلاتے تھے۔ فتح علی شاہ چاہتے تھے کہ اپنی دختر کا عقد آخوند کے فرزند کے ساتھ ہو لیکن آخوند راضی نہ ہوئے۔ آپ جس وقت ولایت یزد میں تھے فتح علی شاہ کی جانب سے وہاں ایک حاکم مقرر تھا جو رعایا پر ظلم کرتا تھا۔ سب نے آخوند کے پاس اسکے ظلم کی فریاد کی آپ نے حکم دیا کہ سب ملکر اس حاکم کو فوراً نکال دیں رعایا نے آخوند کے ارشاد کے مطابق عمل کیا حاکم مذکور فضیحت سے

نکالا گیا۔ بادشاہ کو یہ خبر معلوم ہوئی آخوند کو طلب کیا۔ آخوند نے کہا بیشک اس
حاکم ظالم کو میں نے شہر بدر کیا ہے بادشاہ نے خفا ہو کر کہا آخوند کو رسی سے
باندھو۔ امین الدولہ نے سلطان سے کہا اس میں آخوند کا قصور نہیں ہے۔ یہ
کام رعایا کا ہے۔ یہ کہتے ہوئے آخوند کی طرف اشارہ کیا تاکہ اسطرح نجات ہو
آخوند نے کہا میں جھوٹ نہیں کہتا حاکم ظالم کو میں نکال چکا ہوں۔ امین الدولہ کا
مقصد تھا کہ آخوند انکار کریں ہر چند آخوند رسن بستہ تھے سچ کہنے سے انکار
نہ کیا۔ سلطان نے اشارہ کیا کہ امین الدولہ سفارش کریں۔ امین الدولہ نے
سفارش کی اور رسی کھولکر رہا کیا۔ اسی شب کو سلطان نے خواب میں دیکھا
کہ پیغمبر خداؐ رونق افروز ہیں پائے مبارک کی دو انگلیاں رسن بستہ ہیں سلطان
دوڑتا ہوا حاضر خدمت ہوا سلام کیا آنحضرتؐ متوجہ نہ ہوئے سلطان نے عرض
کی کہ پائے مبارک میں رسی کس نے باندھی۔ ہے معلوم ہو تو میں اسکو سزا دوں
ارشاد ہوا کہ میرے پانوں تو نے باندھے ہیں۔ سلطان متحیر تھا کہ یہ بے ادبی
اور میں۔ آنجنابؐ نے فرمایا کل تو نے حکم نہیں دیا کہ آخوند ملا حسن کے پانو باندھے
جائیں بادشاہ خوف و ہیبت سے بیدار ہوا اور ملا سے معذرت چاہی خلعت
بخشا وطن جانے کا حکم دیا آپ نے انکار کیا اور وہیں رہے۔ آخر عمر میں
کربلائے معلی میں آئے آپ ہمیشہ اپنے گھر میں مجلس عزا مقرر کرتے تھے مصائب
سید الشہدا بیان کرتے تھے مسجد میں وعظ و مصائب بیان کرتے تھے مولف کتاب
جسوقت کربلائے معلی میں تھا اکثر آپ کی مجلس میں شریک رہتا تھا۔ باوجودیکہ
آپ مرض رعشہ سے علیل تھے کلام درست ادا نہ کر سکتے تھے تاہم سب کو رلاتے
تھے اور خود بھی بہ شدت روتے تھے۔ ایک دن مولف حاضر مجلس تھا آپ نے
منبر پر فرمایا کہ میں نے پیغمبر خداؐ کو خواب میں دیکھکر سوال کیا اخبار مقاتل میں

منقول ہے کہ حضرت سید الشہداؑ کو زمان شہادت میں دو بار غش طاری ہوا تھا یہ صحیح ہے یا نہیں۔ آنحضرتؑ نے ارشاد فرمایا ہاں اے آخوند میرے ذبیحِ حسینؑ کو چار بار غش طاری ہوا تھا مولف نے یہ حکایت اسرار المصائبؑ اکلیل المصائب میں تفصیل لکھی ہے۔ ایضاً۔ ایام محرم میں ایک دن مولف کے استاد آقا سید ابراہیم کے گھر میں مجلس عزا مقرر تھی میں بھی حاضر تھا۔ ملا حسن بھی آکر استاد کے قریب بیٹھے استاد نے بہت تعظیم کی ذاکر نے شہیدوں کے اجسام پر شیر کے آنے کا قصہ بیان کیا اور کہا وہ شیر امیر المومنینؑ تھے جب ذاکر منبر سے اترے آخوند ملا حسن نے کہا آپ نے جو ابھی منبر پر پڑھا ہے۔ کہ وہ شیر امیر المومنینؑ تھے یہ غلط ہے امیر المومنینؑ شیر کی صورت میں نہیں آتے۔ آئندہ منبر پر ایسی جھوٹ نہ کہنا توبہ کرو۔ ذاکر نے صیغۂ توبہ جاری کیا سید استاد یہ سب سنتے تھے اور خاموش تھے۔ مؤلف کی تحقیق یہ ہے کہ حکایت شیر کی اکثر ارباب مقاتل میں مشہور ہے لیکن وہ شیر امیر المومنین ہونا حدیث سے مستند نہیں ہے بلکہ جنہوں نے یہ قصہ بیان کیا ہے زارع علقمی سے حکایت کی ہے اس نے ایک جن سے حکایت کی ہے اس جن کو بھی یہ حکایت زیر زمین مسموع ہوئی ہے اس لئے اس جن کے قول کا اعتبار نہیں مؤلف نے اس قصہ کو اکلیل المصائب میں تفصیل سے بیان کیا ہے اختلاف کی تحقیق کی ہے۔

احوال شیخ محمد حسن نجفی — شیخ محمد حسن بن شیخ باقر نجفی السکن و المدفن سر آمد علمائے زماں فقیہ عالی شان محقق و مدقق تھے حجت الاسلام اور سید استاد کے بعد ریاست امامیہ جناب فقاہت مآب پر منتہی تھی عتبات عالیات کے طلاب آپ کی مجلس درس میں حاضر رہتے تھے مولف بھی چند روز

حاضر درس ہوتے آپ کی آواز پست تھی اور ذیابیطس سے علیل تھے آپ کی تالیف سے کتاب جواہر الکلام شرح شرائع الاسلام اول طہارت سے دیات تک ۲۵ جلد ہے آپ شیخ جعفر نجفی کے شاگرد ہیں اوائل میں سید جواد آملی سے بھی تلمذ حاصل تھا سید جواد صاحب منہاج الکرامہ ہیں۔ شیخ محمد حسن اکثر شاگردوں کو اجازت لکھ دیتے تھے بسبب اجتہاد کی تصدیق کرتے تھے آپ کے ایک شاگرد نے شیخ جعفر نجفی کے کسی شاگرد کی کتاب کو اپنے نام سے منسوب کیا عنوان کتاب شرح لمعہ اور دیباچہ میں اپنا نام لکھا دو گواہ پیدا کئے شیخ نے اجازت لکھدی آپ کی تصدیق کی وجہ سے دو تین علماء کربلا و نجف نے بھی اجازہ لکھا شہرت کے بعد تمام شاگردوں نے کہا مولف تو عربی سے بھی عاری ہے مطالب سمجھنے کی قوت نہیں ہے۔ یہ سنکر شیخ نے ایک شخص کو روانہ کیا کہ اگر وہ کربلا میں ملیں تو ان سے اجازت واپس لائے وہ شخص وہاں موجود نہ تھا یہ سنکر شیخ زیادہ غمگین ہوئے ایک دن منبر پر کہا کہ دین کو دنیا کے ہاتھ فروخت نہ کرو مجھپر امر مشتبہ نہ ہو یہ کہکر شیخ بہت روے اسکے بعد کسی کو اجازہ نہ دیا۔ اسکے چھ سات مہینے کے بعد شیخ کا انتقال ہوا۔ شیخ موصوف نے ایک شب خواب میں دیکھا کہ پیغمبر خدا کی خدمت میں حاضر ہونا چاہتا ہوں دروازہ پر پہنچکر اذن چاہا اجازت نہ ملی دروازہ پر منتظر رہے بعد انتظار پھر اجازت طلب کی ٹھہرنے کا حکم ہوا اسوقت ایک صاحب جسکو شیخ پہچانتے تھے آگئے اور بے اذن گھر میں داخل ہو گئے شیخ کو حیرت ہوئی کہ مجھکو تو اجازت حاصل نہوئی اور یہ خان اکرا دی تھے بے اذن داخل ہو گیا دربان نے کہا حضرت فاطمہؑ جناب پیغمبر خداؐ کی خدمت میں حاضر ہیں اس سبب سے تم کو اندر جانے کی اجازت نہ ملی اور وہ خان خانہ زاد ہے بے اجازت گیا۔ میں خواب سے بیدار ہوا اسکے بعد

آقا سید رضا کی دختر سے تزویج کی تا کہ اس سلسلہ میں شریک رہوں شیخ کا کتابخانہ مشہور تھا آپ نے اسکی بہت زینت کی تھی۔ آپ حکماء کی اکثر مذمت فرماتے تھے۔ اس حدتک کہ آپ سے منقول ہے۔ واللہ ما بعث محمد بن عبداللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم الا لابطال الحکمۃ۔ مولف جسوقت نجف اشرف میں تھا مسجد شیخ طوسی میں جہاں شیخ محمد حسن نماز پڑھاتے تھے حاضر ہوا۔ نماز مغرب میں مقتدی رہا بعد نماز ایک مسئلہ پوچھنا چاہا کہ آیا زنِ طہارت حیض کے بعد قبل از غسل داخل مسجد ہوسکتی ہے یا نہیں مسجد میں بیٹھ سکتی ہے یا نہیں لیکن آپکا طریق نماز دیکھکر میرے دل میں شیطانی وسوسہ ہوا کہ شیخ نماز کو جلدی سے ادا کرتے ہیں۔ آخر نفس پر غالب ہوا۔ نماز عشا بھی شیخ کے پیچھے پڑھی۔ مؤلف کو تین قسم کی نماز دیکھنے کا اتفاق ہوا۔ ایک نماز شیخ مذکور الصدر دوم متوسط مثل نماز حضرت آقا سید ابراہیم۔ سوم نماز آقا سید محمد باقر حجت الاسلام کہ اعلیٰ تھی میں ہر روز صبح کی نماز میں حجت الاسلام کا مقتدی رہتا تھا۔ ہر چند گھر سے مسجد دور تھی ہر روز نماز صبح میں حاضر رہتا تھا۔ آپ ہر نماز خضوع وحزن سے ادا فرماتے تھے۔ ہر ایک مقتدی پر واضح تھا کہ آپ کی نماز نہایت حضور قلب سے ہے آپ لفظ اللہ بالمد پڑھتے تھے میں نے سوال کیا ایک شاگرد نے کہا یہی سوال ہم نے بھی حضرت سے دریافت کیا ہے کہ اللہ میں جاے مد نہیں ہے آپ بالمد کیوں پڑھتے ہیں آپ نے کہا جسوقت اس کلمۂ مبارک سے تکلم کرتا ہوں بے اختیار ہوجاتا ہوں یہ مد میرا اختیاری نہیں ہے۔ آپ نوافل میں بھی ذکر رکوع وسجود تین بار پڑھتے تھے۔ نماز آخوند ملا علی نوری بھی اسی طرح تھی اُسوقت کے علماء اِسوقت کے علما کی نسبت زیادہ حضور قلب سے نماز پڑھتے تھے نماز شیخ محمد حسن اوسی نہج سے تھی کہ حضرت رسول خدا پڑھتے تھے

اور نماز حجت الاسلام نمونہ نماز حضرت علیؑ ابن ابی طالب تھی کہ پائے مبارک سے نماز میں تیر نکالا گیا اور آپ کو خبر نہوئی وہی نماز ہر ایک امام کی تھی۔ اگر یہ اعتراض ہو کہ اس تقریر سے لازم ہوتا ہے کہ نماز امیرالمومنینؑ و ائمہ اطہار نماز پیغمبر سے اکمل تھی حالانکہ ایسا نہیں ہے۔ ہم جواب کہتے ہیں کہ سالک کے تین مرتبہ ہیں جسطرح عارفوں نے بیان کیا ہے شیخ بہائی نے بھی آخر کشکول میں لکھا ہے۔ اول مقام تفرقہ و فرق کہ خود کو بھی دیکھے اور خدا کو یعنے دونوں طرف التفات ہو۔ دوم مقام جمع اسکو مقام محو کہتے ہیں یہ وہ ہے کہ مقام وصل میں پہنچتا ہے سوائے خدائے تعالیٰ عزاسمہ کے کسی کو نہیں دیکھتا ہے خودی سے محو ہوتا ہے۔ بقول شاعر ؎

مراتب سالک

بہرجا بنگرم کوہ و در و دشت | نشاں از قد رعنائے تو بینم

سوم مقام جمع الجمع کہ اسکو مقام صحو کہتے ہیں مقام جمع کے بعد اسکو احاطہ حاصل ہوتا ہے اسطرح کہ ایک آنکھ سے خلق کو دیکھتا ہے دوسری سے حق کو۔ شیخ محمود شوستری کہتے ہیں ؎

دریں رہ انبیا چوں ساربانند | دلیل و رہنمائے کاروانند
ازیشاں سید ما گشتہ سالار | ہم اول ہم او آخر دریں کار
مقام دلکشائش جمع جمع است | جمال جاں فزایش شمع جمع است

الحاصل رسول خدا آپ کا مقام جمع الجمع ہے احاطہ ایسا ہے کہ حق کا دیکھنا خلق کے دیکھنے کو مانع نہیں ہے مقام ائمہ مقام جمع ہے نہ جمع الجمع نماز میں سوائے حق کے کسی کو نہیں دیکھتے تھے۔ نماز پیغمبر نماز ائمہ سے بدرجہا افضل ہے جسطرح مذکور ہوا۔

احوال شیخ مرتضے شوستری

ساکن نجف اشرف آپکا مدفن بھی نجف ہے۔ ابتدا میں

حاجی ملا احمد نراقی کے شاگرد تھے اسکے بعد شریف العلما کے شاگرد ہوئے۔ جناب شیخ زاہد وعابد و مدقق تھے مولف بھی چند روز آپ کی مجلس درس میں حاضر رہا ہے۔ آپ نوافل بھی ترک نہ فرماتے تھے بلکہ زیارت عاشورہ و نماز جعفر طیار وغیرہ ہر روز پڑھتے تھے مرحوم شیخ محمد حسن کے بعد ریاست امامیہ آپ پر منتہی ہوئی آپ مرافعات نہیں سنتے تھے کسی کو اجتہاد کی اجازت نہ لکھتے تھے آپ کی عمر ۸۰ سال کی تھی مثل عمر آخوند ملا آقا ابن عابد ابن رمضان دربندی۔ آپ شریف العلماء کے شاگرد تھے علامہ زماں وحید عصر و آوان عالم عامل ملجئ حکمائے اسلام قدوہ ارباب کلام تھے۔ نہایت کج خلق تھے ایک بار آپ نے کہا تھا کہ فلاں مطلب پر میں نے چالیس یا پچاس اعتراض کئے ہیں مرحوم شریف العلماء نے اسکا جواب دیا تھا کہ اگر تم ایک ہی اعتراض کرو جو خوب ہو تو وہی کافی ہے۔ مثال یہ ہے کہ آقا محمد خاں کو خبر ہوئی کہ فتح علی شاہ کے محلات میں ایک شب میں چند فرزند پیدا ہوے ہیں آقا نے کہا ایک ہی لڑکا ہوتا تھا مثل لطف علیخاں کے جو جعفر خاں زند کا فرزند اور بہت شجیع تھا تم بھی ایک اعتراض کرو جو لطف علیخاں ہو۔ آخوند اپنے استاد شریف العلماء سے بہت حجت کرتے تھے تا اینکہ حضرت آپ کو مجلس سے نکال دیتے تھے مگر دو تین دن کے بعد پھر طلب فرمالیتے جناب شیخ کی تالیفات۔ رسالہ حجت مظنہ۔ رسالہ حسن برائت۔ رسالہ استصحاب۔ رسالہ تراجیح۔ رسالہ نفی ضرر۔ رسالہ قرعہ رسالہ من ملک شیئاً ملک الاقرار بہ۔

احوال ملا آقائے دربندی۔ مذکور الصدر حاوی معقول اور موسس اصول تھے مولف کے استاد آقا سید ابراہیم فرماتے تھے کہ آخوند ملا آقا ارباب اصول سے ہیں اُن سے رجوع کرو۔ علم کلام و حکمت میں ان کے مطالب

معقول قانون شرعی کے مطابق ہیں علم اوجبال میں کامل ہیں فصاحت و بلاغت میں دیار عرب و عجم میں مسلم ہیں۔ شیخ محمد حسن کربلائے معلی میں آئے تھے ملا آقا انکی ملاقات کو گئے۔ شیخ نے کہا میری کتاب جواہر الکلام خوب ہے کیا آپ نے بھی نسخہ دیکھا ہے۔ آخوند ملا آقا نے کہا اس قسم کے جواہر میرے خزانہ میں بہت ہیں (کتاب خزائن آپ کی تالیف ہے) آپ مصائب امام حسین پڑھ کر اسقدر روتے تھے کہ بیہوش ہوجاتے تھے روز عاشورہ کپڑے نہ پہنتے تھے صرف لنگی باندھتے تھے سر پر خاک ڈالتے تھے جسم پر خاک ملتے تھے اسی حال سے سر پر جلتے تھے اور پڑھتے تھے ائمہ اطہار کے ساتھ آپ کا اخلاص اہل عصر سے زیادہ تھا۔ آپ کو علم اکسیر بھی حاصل تھا۔ بادشاہ کے مقربوں سے ایک شخص نے آپ سے سوال کیا کہ صاحب مثنوی کا مذہب کیا تھا آپ نے کہا میں اسکے مذہب سے واقف نہیں ہوں لیکن ایک شعر خوب لکھا ہے ؎

اہل دنیا از کہیں و از مہیں لعنۃ اللہ علیہم اجمعین

جسوقت سلطان ناصر الدین شاہ آپ کی ملاقات کو حاضر ہوئے آپ نے کہا تم بادشاہ اسلام ہو مونچھوں کی اصلاح نہ کرنی قانون اسلام کے خلاف ہے بادشاہ نے اسی وقت حجام کو طلب کیا اور تعمیل حکم اصلاح کیگئی آپ کتب علمی کی بہت توقیر فرماتے تھے تہذیب طوسی جسوقت ہاتھ میں لیتے بوسہ دیکر سر پر رکھتے تھے۔ امر و نہی میں بہت کوشش فرماتے تھے دار الخلافت میں آپ کا انتقال ہوا۔ آپ کی تالیفات کے یہ نام ہیں۔ شرح منظومہ بحر العلوم جلد اول ایضاً جلد دوم اوائل تقلید جلد سوم اعتقادات۔ کتاب خزائن کی یہی تین جلدیں ہیں۔ کتاب اکسیر العبادات فی اسرار الشہادات ایسی کتاب مصائب میں آج تک نہ تھی۔ کتاب مذکور پر اس مولف کا حاشیہ ہے۔ کتاب سعادات ناصریہ۔ سلطان کی فرمائش سے لکھی ہے یہ کتاب وقائق علمیہ سے خالی نہیں ہے۔ رسالہ علم اکسیر۔

شریف العلماء

محمد شریف بن ملا حسن علی مازندرانی ۔ آملی ۔ آپ کا لقب شریف العلماء قدوۃ الفقہا اسوۃ الفضلا موسس اصول استاذ فحول اعجوبہ زمان وحید تھے ۔ آپکا مولد و مدفن کربلائے معلی ہے آپکی مجلس درس میں ایک ہزار سے زائد طلاب رہتے تھے منجملہ تلامذہ مولف کے استاد آقا سید ابراہیم اور آقا سے دربندی آخوند ملا اسمعیل بار فروشی آقا سید محمد شفیع بروجردی شیخ مرتضی شوستری وغیرہم من الافاضل العظام والعلماء الکرام ۔ آپ سید محمد اور آقا سید علی کے شاگرد تھے نو سال پڑھنے کے بعد مجتہد ہوئے آخر میں فرماتے تھے کہ مجھکو استاد سے نفع نہیں ہوا میرے اعتراضات کے جوابات سے استاد عاجز ہو گئے ہیں جواب سے عاجز ہو کر مجھکو شریف العلماء کا خطاب دیا ہے آپنے اپنے والد کے ساتھ دیار عجم کا سفر کیا ہر شہر میں ایک دو مہینے مقیم رہتے تحصیل کتب و اسباب کی کوشش فرماتے تھے کسی نے آپکی اعانت نہ کی اسکے بعد حضرت امام ثامن کی زیارت سے مشرف ہوئے اور کربلا معلی سے مراجعت فرمائی اور اپنے استاد آقا سید علی کی خدمت میں حاضر ہوئے استاد بہت ضعیف ہو چکے تھے آپ مطالعہ و مباحثہ میں مصروف رہے یہاں تک کہ خود سر آمد علماء منقول ہوئے ۔ آپ کے شاگرد تھوڑی مدت میں حضیض تقلید سے اوج اجتہاد پر پہنچتے تھے مولف کے استاد آقا سید ابراہیم سترہ ماہ تک نجف اشرف میں رہے محقق ثالث شیخ علی بن شیخ جعفر سے فقہ پڑھتے تھے یہ امر شریف العلماء کو ناگوار ہوا تصریح فرمائی کہ سید ابراہیم جو کچھ جانتا ہے میں نے اوسکی ترتیب کی ہے ۔ تتمہ دوسری جائے مقرر کیا ہے شاگردوں نے کہا آپ اصول پڑھاتے ہیں ہم فقہ کس طرح حاصل کریں ۔ آقا سید ابراہیم کا کیا قصور ہے ۔ یہ سنکر شریف العلماء نے کہا کل سے فقہ کا سبق ہوگا دوسرے دن فقہ کا درس شروع ہوا ۔ آٹھ مہینے تک ہیچ فصول کا درس دیتے رہے اسطرح کہ کسی فقیہ نے ایسی تصریح نہ کی تھی آپ

مبتدی تھی دونوں کو علیحدہ پڑھاتے تھے ماہ مبارک رمضان میں نصف شب تک
زیارت و عبادت میں مصروف رہتے تھے۔ آپ کی تصنیف کم ہے ایک شاگرد نے
اسکا سبب پوچھا آپ نے کہا میرا کام تعلیم ہے تم شاگرد جو کچھ تالیف کرتے ہو وہ
میری ہی تالیف ہے مولف کے استاد سید ابراہیم نجف اشرف سے کربلاے معلیٰ
میں آئے اور بنائے تدریس قایم کی باوجود حیات استاد اسوقت بھی ایکسو طلاب
آپکی مجلس درس میں حاضر رہتے تھے۔ مشہور ہے کہ شیخ علی مجلس درس مقام تحمل
قول میں کہتے تھے قال شریف العلماء فی الضوابط۔ شریف العلماء حفظ و ضبط دقت
نظر مناظرہ طلاقت لسان حسن مقال میں اعجوبہ زمان اور اوحد علماے اعیان تھے
ہر بحث میں ہر ایک پر غالب رہتے تھے۔ آپ مرض طاعون سے شہید ہوئے
کربلاے معلیٰ میں دفن ہوئے سال وفات ۱۲۴۵ھ آپ کے فرزند کا بھی اسی مرض میں
انتقال ہوا آپکی نسل منقطع ہو گئی لیکن اولاد روحانی بہت ہے ایک امیر نے بارفروش
میں شریف العلماء کے لئے مدرسہ تیار کیا تھا مدرسہ شریفیہ نام رکھا آپ سے
درخواست کی کہ بارفروش میں آئیں آپ نے انکار کیا وہ شخص اپنی دختر کو خود یہاں
لایا آپکے ساتھ اوس کا عقد کیا آپکی عمر تیس اور چالیس سال کے درمیان تھی اوسوقت
مولف کتاب نو یا دس سال کا تھا جب تک آپ زندہ تھے کوئی عالم مسلم کل نہ تھا
آپکے بعد حجت الاسلام کی شہرت ہوی بعض لوگ آپکی کم عمری کا یہ سبب خیال
کرتے ہیں کہ آپ علما کی کافی تعظیم نہ کرتے تھے۔ آپ مکرر کہتے تھے کہ روئے
زمین پر میرا کوئی عدیل نہیں ہے مگر باپ اس جوان کے اور وہ جوان آقا سید مہدی
کے فرزند تھے جسکی طرف اشارہ فرماتے تھے۔ آپکا طریقہ درس یہ تھا کہ جو سبق
پڑھاتے تھے پہلے خود سمجھاتے تھے بعد ہر ایک شاگرد دہرایا اور دوسروں کو سمجھاتا
اس وجہ سے شاگردوں کو بہت جلد ترقی ہوتی تھی۔ مولف کے خیال میں یہی طریقہ

تعلیم یہی ہے۔ الدرس حرفٌ والتکرارُ الفٌ ۔ بخست اشاد باید انگہے کار پخہ بے استاد باشد کار دشوار ۔ صاحب فصول شیخ محمد حسین اوسی زمانہ میں کربلائے معلی میں آ گئے نماز جماعت مرقد منور کفش کن میں پڑہائی اولاً طالب تہے کہ شریف العلما اونکی ملاقات کو آئیں لیکن یہہ ممکن نہ ہوا اس لیئے کہ آپ کسی کے دیکہنے اور بازدید کیلیئے نہیں جانتے تہے صاحب فصول خود آپکی ملاقات کو گہر پر گئے شریف العلما کے اہل و عیال سے کہا آپ تو نماز جماعت نہیں پڑہاتے اسوقت شیخ محمد اصفہانی آئے ہیں نماز جماعت پڑہاتے ہیں ہم نماز جماعت کے طالب ہیں انکی اقتدا کی اجازت دیجئے شریف العلما نے کہا اونکے گہر میں جاکر اونکی عیال سے کہو کہ اوس شیخ سے پوچہیں کہ تم مجتہد ہو یا نہیں اگر وہ کہیں کہ مجتہد نہیں ہوں تو اسکی اقتدا کرو۔ اگر مجتہد ہوں کہیں تو اونکی اقتدا نہ کرنا۔ آپ کی بی بی نے شیخ کی بی بی سے کہا۔ شیخ کی زوجہ نے شیخ سے پوچہا شیخ نے کہا میں مجتہد بلکہ اعلم ہوں شریف العلما کی بی بی نے آپ سے یہ حال بیان کیا آپ نے کہا ایسی اقتدا مناسب نہیں ہے۔ ظاہر کہ شریف العلما شیخ محمد حسین کو مجتہد نہیں سمجہتے تہے۔ شیخ محمد حسین فن اصول میں جامع تہے خود اپنی کتاب فصول پڑہاتے تہے فاضل قمی پر کئی اعتراض کیئے ہیں فقیر مولف نے اسکے جوابات لکہے ہیں۔ ملا اسمعیل یزدی شریف العلما کے شاگرد تہے آخر میں استاد پر ترجیح حاصل کی لیکن استاد کا تجربہ زیادہ تہا ملا اسمعیل مرض صرع سے علیل تہے شریف العلما نے بغداد سے طبیب طلب کیا ادویہ وغیرہ کی قیمت ادا کی اور علاج کیا جس سے اونکو صحت ہوی۔ شریف العلما کے بعد آخوند ملا اسمعیل جانشین ہوے۔ آٹہہ نو ماہ تک سبق پڑہایا اسکے بعد انکا بہی انتقال ہوگیا اور مولف کے استاد شریف العلما کے جانشین ہوئے۔ اوسوقت دو ملا وحید عصر تہے ایک ملا اسمعیل واحد العین اصفہانی شاگرد آخوند ملا علی نوری جو حکمت میں مسلم عصر تہے شوارق پر ان کا حاشیہ ہے

احوال ملا اسمعیل یزدی | دوسرے ملا اسمعیل یزدی ان کا یہ حال تہا کہ فقر و فاقہ میں

مبتلا تھے ان کے حجرہ میں کاغذ اور قلمدان کے سوا کوئی چیز نہ تھی ایک بار حاجی ملا اسد اللہ عتبات عالیات کی زیارت کے لئے آئے تھے آپکی خدمت میں حاضر ہوئے استفسار حال کیا آخوند نے کہا ارباب تحصیل سے طالب علم ہوں۔ حاجی نے ایک مسئلہ پوچھا آخوند نے کہا اس مسئلہ کا جواب بطریقہ استاد کہوں یا بطور خود حاجی نے کہا آپکے استاد کا نام کیا ہے۔ آخوند نے کہا شریف العلما۔ حاجی نے کہا وہ تو جواب فرمائیے۔ آخوند نے اول بطریق شریف العلما جواب مدلل بیان کیا ثانیا اپنی رائے سے دلیل محکم کے ساتھ جواب دیا حاجی کو جواب پسند آیا اسکے بعد حاجی صاحب موصوف شریف العلماء کی خدمت میں حاضر ہوئے ایک مرافعہ پیش تھا آپ نے قسم کا حکم دیا اسی اثناء میں حاجی کے ایک رفیق نے شریف العلما سے مسئلہ کا جواب پوچھا آپ نے جواب دیا۔ ایک ساعت کے بعد حاجی صاحب نے برخاست کی۔ اس قصہ کا راوی کہتا ہے کہ میں بھی اونکے عقب میں روانہ ہوا جب گھر کے دروازہ تک پہنچے اپنے رفیق سے کہا کہ ملا اسمٰعیل استاد استاد سے بہتر اور شریف العلما شاگرد شاگرد۔ حکایت بیان کرنے والا کہتا ہے کہ میں نے یہ قول شریف العلما سے بیان کیا آپ نے کہا ملا اسمعیل میرے شاگردوں سے ہے جو کچھ علم اوسکو حاصل ہے مجھسے ہے حاجی نے جو سوال مجھسے پوچھا تھا بمقتضائے مقام میں نے جواب کہا اگر اونکو تامل تھا ابن تحقیق وتدقیق کے لئے موجود تھا۔

احوال شیخ محمد تقی | شیخ محمد تقی بن رحیم اصفہانی۔ صاحبان علم اصول او رتلامذہ شیخ جعفر و بحر العلوم سے ہیں۔ معالم پر ان کا حاشیہ ہے۔ فی الحقیقت تحقیق و دلائل سے لکھا ہے۔ بحث الفاظ میں اسکو دوسروں پر ترجیح ہے۔ دختر شیخ جعفر مرحوم شیخ محمد تقی کی زوجہ تھیں اور دختران شیخ جعفر نجفی کو حجت الاسلام حاجی سید محمد سے وظیفہ مقرر تھا۔ شیخ محمد تقی اصفہان میں شیخ احمد کی مجلس درس میں حاضر رہتے تھے صاحب فصول شیخ محمد حسین انکے بھائی تھے شیخ محمد تقی کہتے تھے کہ جو تقریریں میں نے بالائے

طاقہائے اطاق رکہی تہی شیخ محمد حسین نے جمع کر کے اس کا نام فصول رکہا فتح علی شاہ ایک وقت شیخ کی ملاقات کے لیئے آئے اور کہا اے شیخ یقین ہے جناب شیخ جعفر کی دختر آپکو تکلیف دیتی ہے اور آپ پر غالب ہے لیکن آپ غمگین نہ ہوں کہ سلطان بہی جماعت نسوان سے اسی درد میں مبتلا ہے۔

احوال حاجی محمد ابراہیم

حاجی محمد ابراہیم بن محمد حسن کرباسی عالم و فقیہ اور رئیس جماعت فضلا اور مسلم کل تہے ۹۵ سال کی عمر تہی ۱۲۶۲ھ میں آپکا انتقال ہوا۔ مولف چند روز انکے سبق میں حاضر رہا۔ آپکو سوسن بہبہانی بحر العلوم۔ آقا سید علی شیخ جعفر میرزا ابوالقاسم قمی سے تلمذ حاصل تہا خود ہی تے لکہا ہے کہ میں زمانہ دراز تک آقا محمد باقر بہبہانی اور آقا سید مہدی بحر العلوم سے پڑہتا رہا ہوں۔ لیکن ان حضرات سے اجازہ طلب کرتا تو دونوں بزرگوار لکہدیتے مجہکو اجازہ آقا سید علی اور شیخ جعفر میرزاے قمی اور شیخ احمد احسائی سے حاصل ہے آپکی تالیفات سے کتاب اشارہ الاصول دو جلدوں میں فصیح و بلیغ ہے لیکن عام فہم ہونے سے مرغوب طلاب نہیں۔ جلد اول مولف کے استاد کی خدمت میں پیش کی گئی تہی نصف صفحہ دیکہا قیمت پوچہی۔ کتب فروش نے کہا کہ ایک جلد کی قیمت پانچ ہزار دینار ہے استاد نے کہا کہ کتاب حاجی کی قیمت نہیں ہے اسکی دو معنی ہیں ایک یہ کہ یہ کتاب اس قیمت کے قابل نہیں ہے دوم یہ کہ بوجہ علوے شان اسکی یہ قیمت نہیں یعنے بے بہا ہے بلکہ ہدیہ دینا چاہیئے۔ مطلب استاد معنی دوم ہے لیکن چونکہ کلام مبہم تہا طلاب میں معنی ہوی۔ استاد کے اخلاق سے حاجی صاحب کی تعظیم اور معنی دوم مقصود تہی جناب حاجی از مبتدا دا در عابد و بادیع تہے۔ لیکن سوء خلق طبعی تہا۔ آپکو شب قدر حاصل ہتی اس لیئے کہ ایک سال تک ہر شب صبح تک عبادت میں قایم اللیل تہے۔ یہ تو ظاہر ہے کہ شب قدر سال میں ایک شب تو

یقیناً یہ علامہ بہائی کہتے ہیں ۔ اسم اعظم چون کے نشناسد ش ۔ سرورِی بر کل اسما آمدش
چون شب قدر از ہمہ مستور شد ۔ لاجرم از پا سے تا سر نور شد ۔ تا تو نیز از خلق پنہانی ہمی
لیلۃ القدری و اسم اعظمی ۔ مترجم) مولف نے خود حاجی صاحب سے سنا ہے کہ میں نے
حکم مرافعہ نہیں کیا ہے لیکن میرزا سے قمی نے حکم دیا کہ رسالہ لکھو ۔ میں نے کہا رسالہ
میں لکھنا نہیں چاہتا میری ہڈیوں کو آتش جہنم میں جلنے کی طاقت نہیں ہے آخر حسب
اصرار رسالہ لکھا کوئی شخص آپ سے کچھ پوچھتا تو آپ فرماتے میں نہیں جانتا
رسالہ دیکھو آپ خشوع و خضوع اور حضور قلب سے عبادت کرتے تھے اگر کوئی
فقیر آپ سے کچھ طلب کرتا تو آپ گواہ طلب کرتے فقیر و گواہ سے قسم
لیتے تھے مطلوبہ فقیر ادا کر کے مکرر فقیر کو قسم کھلاتے کہ اسمیں اسراف نہ کرے
اعتدال سے خرچ کرے ایک وقت اسی طرح ایک گواہ آپکے پاس پیش ہوا
آپنے اسکا پیشہ پوچھا اوس نے کہا غسال ہوں شرائط غسل دریافت فرمائے اُسنے بیان کیے اور کہا دفن
وقت مردہ کے کان میں اور کچھ کہتا ہوں حاجی صاحب نے کہا وہ کیا ہے ۔ اوس نے کہا کہتا ہوں کہ
تو بڑا نکیر ہے کہ مر گیا حاجی کرباسی کے پاس گواہی دینے نہ گیا ۔ مولف کے استاد
معقول آقا سید رضی مازندرانی حکیم اور آخوند ملا علی نوری کے شاگرد تھے انکی
طرف سے حاجی صاحب سے کہا گیا کہ ملا دین نہیں رکھتے ہیں حاجی صاحب نے
سید صاحب کو طلب کیا اور فرمایا میں نے سنا ہے کہ تم کہتے ہو ملا دین نہیں رکھتے
میں بھی ملا ہوں اس سے معلوم ہوتا ہے کہ تمہارا دین میرے دین کے سوا ہے
اور میرا دین تمہارے دین سے جدا ہے ۔ میں مامور ہوں کہ جو شخص میرے دین کے
خلاف ہو اوسکو قتل کروں ۔ سید صاحب نے کہا مجھکو جنون دوری ہے ۔
یہ کلام حالت دورہ میں کہا ہے فلاں طبیب جو آپ کا مخلص ہے اوسکو بھی میرے
جنون کی خبر ہے حاجی صاحب نے طبیب کو طلب کیا طبیب نے گواہی دی

حاجی صاحب نے قتل کا ارادہ موقوف کیا لیکن اونکو شہر بدر کیا سید صاحب اصفہان کے قریہ نجف آباد میں ایک سال سے زیادہ رہے حجت الاسلام کی سفارش سے بار دیگر اصفہان میں آنیکی اجازت حاجی کرباسی نے عطا کی۔ ایک وقت حاکم اصفہان نے حاجی صاحب کے کم اطاعتی پیش آیا آپ نے بددعا کی تہوڑے عرصہ میں وہ حاکم معزول ہوا حاجی صاحب نے اسکو رقعہ میں لکہا ع دیدی کہ خون ناحق پروانہ شمع را۔ چندان امان نداد کہ شب را سحر کند۔ آپ فرماتے تہے کہ تیس سال کے عرصہ میں کتاب اشارات لکہی ہے۔ ایک وقت آپ سبق پڑہا رہے تہے ایک شخص ہمسایہ لہو و لعب ساز و دف میں مشغول تہا حاجی صاحب نے ملازم کے ذریعہ کہلا بہیجا کہ یہ عمل ترک کر سبق میں حرج ہو رہا ہے اوس شقی نے ملازم کو جواب دیا کہ اپنے آقا سے کہو کہ میرے انثیین میں زنجیر ڈالے۔ ملازم واپس آیا مضمون جواب ادا کیا ظہر کے وقت حاجی صاحب مسجد میں گئے نماز کے بعد وعظ کیا وعظ کے بعد دعا کی خداوندا میں لوہاری کی صنعت نہیں جانتا ہوں تو خزانہ غیب سے اوس شخص ہمسایہ کے لئے زنجیر غضب نازل فرما فوراً شخص ہمسایہ کے انثیین میں ورم ہوا اوسی شب ہلاک ہو گیا۔ ایک وقت فتح علی شاہ حاجی صاحب کی ملاقات کو آئے تہے خوان میں نقل رکہکر مجلس میں رکہے تہے ناگاہ ابابیل کا فضلہ خوان پر گرا۔ بادشاہ نے کہا ع فضلہ مرغ نقل در خوان است۔ حاجی صاحب نے یہ سنکر جواب دیا۔ ع چون ہوائی است مال دیوان است مولف نے حاجی صاحب کو منبر پر کہتے ہوئے سنا ہے کہ اگر رسول خدا مدینہ میں ہوتے اور اہل اصفہان آپ سے قاضی طلب کرتے البتہ آپ آقا سید محمد باقر کو قضاوت پر نصب فرماتے۔

حاجی ملا علی کنی	فقیہ بے نظیر اور طہران کے فقہا میں مسلم ہیں آپکی تالیف رسالہ دراثیہ

اور قضہ میں بہی صاحب تالیف تہے مولف کتاب کے محب ہیں آپ آقا سید ابراہیم اور شیخ محمد حسن صاحب جواہر کے شاگرد ہیں آپ طہران میں رہتے ہیں۔

مولانا آقا سید محمد صادق طباطبائی	سادات طباطبا سے اور قبیلہ مرحوم بحر العلوم سے ہیں آپ بہی آداب

ورسوم فرید دہر سلمان عصر تھے صاحب فصول کے شاگرد تھے آپ طہران میں رہتے ہیں مولف سے محبت رکھتے ہیں۔

احوال آقا سید اسد اللہ — آقا سید اللہ بن آقا سید محمد باقر حجت الاسلام فاضل زاہد وعابد فقیہ اور وحید عصر ہیں آقا سید ابراہیم او شیخ محمد حسن او شیخ مرتضیٰ کے شاگرد ہیں مولف کے محب صادق ہیں۔ انگشتری عقیق مولف کے لئے ارسال فرمائی تھی خط مبارک سے لکہا تہا کہ اس انگوٹھی کو پہنو جبوقت دعا کے لئے ہاتہہ بلند ہون میرے لئے بہی دعا کرنا باوجودیکہ آپ نصف شب سے صبح تک اکثہ خالیہ میں مصروف مناجات وگریہ وزاری رہتے ہیں اور کوئی رونے والا خوف خدا سے اسوقت مثل آپکے نہیں ہے اسپر بہی فقیر مولف سے دعا کی خواہش کی ہے خداوند عالم آپکے مقاصد دارین عطا فرمائے۔ آپ طہران میں رہتے ہیں

احوال حاجی ملا محمد — حاجی ملا محمد بن محمد مہدی اشرفی ساکن بار فروش عالم بے نظیر وفقیہ بے بدل مولف کے محب شفیق صاحب تحقیق ہیں آپ صاحب کرامات ہیں نصف شب سے صبح تک مشغول عبادت رہتے ہیں خوف الہی سے اسقدر سر پٹکتے ہیں اسقدر سینہ زنی کرتے ہیں کہ صبحکو نقیہ اور بیخود مثل بیمار ہوجاتے ہیں جبوقت مولف خراسان کی طرف جارہا تھا آپ سے ملنے گیا تہا خود فرماتے تہے کہ ایک حاکم ظالم بار فروش میں تہا میں نے ایک دن نماز ظہر پڑہ کر دعا کی کہ خداوندا گر میں نے تیری شریعت میں کسوئی خدمت کی ہے اور تیرے نزدیک میرا احترام ہے تو میں نے اس حاکم ظالم کو معزول کیا ہے تو بہی اسکو معزول کر۔ چند ہی روز کے بعد وہ حاکم معزول ہوا دوسری کرامت یہ ہے کہ اسی سفر میں حاجی صاحب نے مولف سے ملنے آئے مولف سے سوال کیا کہ تم یہان کبھی اول بہی آئے تھے میں نے کہا بار اول آنا ہوا ہے۔ حاجی صاحب نے کہا مقصود اس سوال سے یہ ہے کہ میں عتبات عالیات کی زیارات سے مشرف ہوا نجف اشرف میں ایک شخص تھا جو اہل علم مشہور ہے

سامرہ کے سفر میں اونکے ہمراہ تھا ہم دونوں ایک ہی کجاوہ میں تھے ایک وقت اون سے میں نے سوال کیا کہ رجال الغیب جنکو اوتاد و اقطاب کہتے ہیں کیا انکا واقعی وجود ہے کہا ہاں اون کا وجود ہے۔ میں نے کہا اونکو دیکھ سکتے ہیں کہا ہاں کسی وقت نظر آجاتے ہیں۔ میں نے کہا آپ کو معلوم ہے کہ کسی ایک کو میں نے دیکھا ہے کہا بے شک ایک بار تم نے دیکھا ہے میں نے کہا کس مقام میں اور کس مکان میں کہا ایک وقت بار فروش میں تم اپنے مکان میں بیٹھے تھے۔ ناگاہ دق الباب ہوا۔ تم خود باہر دیکھنے گئے ایک شخص کو تم نے اس شکل میں دیکھا وہ شخص گھوڑے پر سوار تھا تم کو دیکھ کر پیادہ ہوا تعارف رسمیہ کے بعد پوچھا کہ اخبار ائمہ اطہار میں تمہارا مشرب کسطرح ہے میں نے اپنا طریقہ خاص اجمالاً بیان کیا اوس شخص نے کہا یہ طریقہ بد نہیں ہے۔ یہ کہکر سوار ہوا اور راہی ہوا۔ وہ شخص ابدال سے تھا اسکے بعد حاجی صاحب نے مولف سے کہا تمہاری صورت قامت محاسن بعینہ مثل اوس شخص کے ہے اس لئے میں نے پوچھا کہ کبھی اول ادھر آنا ہوا تھا الحاصل حاجی اشرفی سعید العلماء کے شاگرد تھے۔ کامل درس نہیں پڑھا بلکہ کثرت زہد و عبادت و تضرع سے یہ مرتبہ حاصل ہوا۔

احوال شیخ زین العابدین

شیخ زین العابدین ساکن بار فروش اسوقت کربلائے معلی میں مقیم ہیں استادی آقا سید ابراہیم کے شاگرد عالم و زاہد متقی مولف کے محب صادق ہیں آقا سید حسین ترک بھی صاحبان علم اصول سے اور مقتدائے انام ہیں مولف کے مونس و رفیق ہیں۔

احوال آقا سید مہدی

آقا سید محمد مہدی بن آقا سید علی۔ آپ علم اصول میں ماہر اہل زمانہ اور زہد میں سلمان دوران تھے۔ آپکی تعریف اسی قدر کافی ہے کہ اصول میں مؤسس ثانی شریف العلماء ہمیشہ آپکی مدح فرماتے تھے۔ آپ نے بادشاہ کی

داماد ی سے انکار کیا۔ آپ اپنے والد صاحب یا حضرت آقا سید علی کے شاگرد تھے
والد کے زمانہ میں اونکے حکم سے اون کے شاگردوں کو پڑھاتے تھے تخمینًا
دو سو طلاب حاضر درس رہتے تھے۔ امر معروف میں متعصب شدید تھے۔
شریف العلما کی شہادت سے آپ نے شیخ احمد احسائی کی تکفیر کا حکم لکھا جب آپ
اصفہان میں آئے حجت الاسلام نے آپکی تعظیم کی بہت رعایت فرمائی۔ آپ نے
اون سے اپنے سات طہران چلنے کی فرمایش کی حجت الاسلام نے قبول نہ کیا
بلکہ آپکو بھی منع کیا آپکو یہ کہنا ناگوار معلوم ہوا۔ اور رات کے وقت بے اطلاع
اصفہان سے طہران کی طرف روانہ ہو گئے۔ داخل ہونے کے بعد حکم دیا کہ
یہودیوں پر پانی بند کریں محمد پاشاہ نے آپ کے خلاف حکم دیا۔ خود آپکی ملاقات
کے لئے آئے سید صاحب گھر سے باہر نہ نکلے بیماری کا عذر کیا۔ اسکے بعد
سخت بیمار ہوے۔ سلطان عیادت کے لئے پھر بھی آئے آپ نے ملاقات
نہ کی۔ اوسی جگہ آپکا انتقال ہوا۔ اخوند ملا جعفر شیرازی جو شریف العلما کے شاگرد
تھے اور زاہد عصر تھے انہوں نے تجہیز و تکفین کی۔ مولف کتاب چند روز اخوند
ملا جعفر کی مجلس درس میں حاضر رہا تھا۔ آپ زاہد و فقیر اور گوشہ نشین تھے۔
جب تک آقا مہدی طہران میں تھے علماے شہر ہر شب کھانے کے وقت انکی
مجلس میں حاضر رہتے تھے۔ ہر ایک کے گھر سے خوان طعام طلب ہوتا تھا آخوند
ملا جعفر کے گھر سے خوان فقیرانہ حاضر کرتے تھے مرحوم آقا سید مہدی آخوند ملا جعفر
کے خوان طعام سے کھاتے تھے دوسرے کی غذا نہ کھاتے تھے۔ آخوند ملا جعفر
کی کرامت ہے کہ حالت نزاع میں تھے اور بعض علما بھی موجود تھے اخوند بے اختیار
بستر بیماری سے اوٹھے ایک جانب سلام کیا تعظیم کی پھر گر پڑے وجہ قیام

کہکر آپ راہی جنت ہوئے۔

احوال آقا سید محمد آقا سید محمد بن آقا سید علی۔ سید سند و مفسر محقق عالم فقیہ ... ریاست امامیہ آپکے والد کے بعد آپ پر پہنچی ہوئی آپ اسقدر مقبول عالم تھے کہ شاہ قزوین کے حوض سے وضو کرتے تو اہل شہر اوس حوض کے پانی کو باعث شفا و تبرک سمجھکر لیجاتے تھے اور اسی وقت حوض خالی ہوجاتا تھا۔ آپ اپنے بھائی سید مہدی سے بڑے تھے آپکی والدہ محمد باقر مرحوم کی دختر تھیں آپ اپنے والد کے شاگرد تھے بحر العلوم سے بھی تلمذ حاصل تھا بحر العلوم نے ... حاجی مرزا علی نقی جو اسوقت عتبات عالیات میں مقبول عام ہیں فرزند آقا سید محمد ہیں حجت الاسلام کی ترقی کے باعث مرزائے قمی اور آقا سید محمد ہیں آقا سید محمد سے طلاب نے دریافت کیا کہ آقا سید محمد باقر مجتہد ہیں یا نہیں۔ آپ نے کہا اونکی شان اس سے اجل ہے کہ میں اونکی تصدیق کروں مولف کے والد مرحوم سے آقا سید محمد کو بہت محبت تھی والد مرحوم فرماتے تھے کہ آپکے پاس جو مال اوقاف آتا تھا فقیروں میں تقسیم کردیتے تھے ایکبار اصفہان میں ایک کتاب فروخت ہو رہی تھی پشت کتاب پر وقف لکھا تھا آقا سید محمد سے میں نے سوال کیا جواب دیا کہ خرید نا جایز ہے خرید و ایسی تحریر کا اعتبار نہیں۔ وہ کتاب جلد پنجم تفسیر منہج الصادقین ہے اوسی لفظ وقف کے نیچے والد مرحوم نے یہ حکایت لکھی ہے آقا سید محمد صاحب تالیفات ہیں جامع العبایر فقہ میں مفاتیح الاصول کتاب مناہل کتاب مصابیح کتاب اصلاح العمل کتاب اغلاط مشہورہ آپکی تالیفات ہیں۔ کتاب اغلاط مشہورہ میں آپ نے لکھا ہے حسنین علیہما السلام کے گیسو نہیں تھے گیسو رکھنا مکروہ ہے۔ امام فعل مکروہ سے مبرا ہیں۔ صغیر ہوں یا کبیر حدیث میں ہے کہ ایک بچہ کو پیغمبر خدا کی خدمت میں حاضر کیا کہ اسکے لئے دعا فرمائیں اوس بچے کے

گیسو مع قنازع تھے۔ قنازع وہ ہے کہ سر میں سے کسی جگہ کے بال نہ تراشیں وہنود میں اسکو جٹو کہتے ہیں ۔ پیغمبر نے فرمایا جب تک نہ تراشیں میں دعا نہ کرونگا۔ اور اسکو بھی اغلاط مشہورہ سے لکھا ہے کہ فخر المحققین فرزند علامہ حلی نے اپنے والد مرحوم کو خواب میں دیکھا پوچھا بعد رحلت آپکا کیا حال ہے۔ علامہ نے جواب دیا لولا الفین و زیارۃ الحسین لھلکتنی الفتاوی۔ الفین تالیف علامہ ہے۔ اس کتاب میں خلافت بلا فصل حضرت علیؑ کے متعلق دو ہزار دلایل ہیں ہر شب جمعہ علامہ کربلائے معلی میں جاتے تھے اور امام حسینؑ کی زیارت کرتے تھے۔ معنی یہ ہے کہ اگر میں الفین تالیف نہ کرتا اور زیارت امام حسینؑ سے مشرف نہ رہتا البتہ میرے فتوے مجھکو ہلاک کرتے۔ آقا سید محمد نے لکھا ہے کہ یہ حکایت جعلی ہے۔ اسلئے کہ بحکم عقل قاطع اس زمان انسداد میں چاہئے کہ استنباط احکام ظن غالب سے ہوتا ہے اسکے سوائے ہمارے پاس کوئی علاج نہیں ہے معلوم ہے کہ ظن کبھی صواب ہے کبھی خطا ہے لہذا علامہ کے فتوے اونکو کیوں ہلاک کرتے۔ ازانجملہ یہ بھی لکھا ہے کہ امام حسینؑ روز عاشورہ مشغول جہاد تھے ناگاہ ہاتف غیبی نے آواز دی اے حسینؑ اگر اس قوت و شوکت سے جنگ کروگے تو کسی کو باقی نہ رکھوگے اور ہماری ملاقات سے فایز نہوگے۔ یہ سنکر آنجناب نے تلوار غلاف میں رکھی گھوڑے سے اترے یہ غلط ہے بلکہ وہ حضرت قوت بشری سے جنگ کرتے تھے نظر بہ مضمون جاہد الکفار کہ نص آیہ ہے مامور تھے کہ تا بہ عدد جنگ کریں۔ مولف نے بھی جلد چہارم مشکلات العلوم میں اغلاط مشہورہ کی صحت کی ہے۔ اس کی تصریح یہ ہے کہ جنگ امام روز عاشورہ قوت بشری سے تھی قوت امامت سے نہ تھی۔ ورنہ محض تعلق ارادہ سے ارواح اشرار بے اختیار اجسام ناہنجار سے دار البوار کی طرف فرار کرتے ہیں کوئی تعجب نہ تھا۔ اگر کوئی لکھے کہ یہ کارزار اوس بزرگوار سے قوت بشری سے کسطرح ہوگی دس ہزار سے زیادہ کفار قتل کئے ایک ہزار نوسو پچاس

نفر کو زمین پر گرایا پانچ سو نفر کو ایک حملہ میں آب فرات سے ہٹایا باوجودیکہ پیاس
کی شدت اور عزیزوں کے غم سے بے طاقت تھے ایسی جنگ تھوڑے عرصہ میں
فوق طاقت بشری ہے ہم جواب میں کہتے ہیں کہ شجاعت ہر شخص کی اوسکے احوال
کے مطابق ہے نطفہ انبیا و اوصیا بعینہ صفات میں ہر طرح سے دوسروں سے
ممتاز ہے اگر یہ کہا جائے کہ یہ تہور ہے شجاعت نہیں ہے ہم جواب میں کہتے ہیں کہ
دوسروں کی نسبت یہی ہے نسبت بہ امام نہیں ہے تفصیل اسکی کتاب تکمیل الصائب میں مولف نے
بروجہ اتم لکھی ہے مرحوم حاجی ملا محمد صالح برغانی کہتے تھے کہ میرے استاد
آقا سید محمد ہر روز رات دن میں چھ کتابیں تالیف کرتے تھے۔ کوئی شخص متقدمین
و متاخرین سے اسقدر صاحب تالیفات نہیں ہے حقیر مولف قصص العلماء کہتا ہے
کہ میری تالیفات اس سے زیادہ ہیں۔ کہتے ہیں کہ والدہ آقا سید محمد جو دختر آقا باقر بہبہانی
ہیں عالمہ و فقیہہ تھیں۔ وہ دختر شہید اول بھی عالمہ تھیں شہید اول عورتوں کو حکم دیتے
تھے کہ انکی اقتدا کریں۔ مادر ابن ادریس مادر سید رضی الدین بن طاؤس دختران شیخ
مسعود بن ورام بن ابی فراس مالک اشتری عالمہ تھیں جسوقت طایفہ وہابیہ نے
کربلائے معلی میں آکر قتل و غارت شروع کی صندوق مطہر کو توڑا قبر مبارک آنجناب
شگافتہ کیا دیکھا کہ آنحضرت با بدن پارہ پارہ تشریف فرما ہیں اوسی وقت سخت
ہوا چلی وہابی سب بھاگ گئے خدام نے صندوق کے قطعات کو جو صندل
سفید کے تھے بشکل تسبیح بنایا تھا اور ایران میں لاتے تھے والد مرحوم کو بھی چند
عدد ملے تھے چند دانہ مولف کے پاس بھی موجود ہیں امید ہے کہ اس کو میرے
کفن میں رکھینگے کہ اسی سبب سے مجھکو نجات حاصل ہوگی کہ اوس صندوق
مطہر کو انبیا نے مس کیا تھا فرشتہ ہمیشہ اسپر لپٹے رہتے تھے۔ وہابیوں کے فرار
کے بعد آقا سید محمد اصفہان میں آئے تیرہ سال تک رہے تدریس فرماتے تھے

علما حاضر درس رہتے تھے۔ از انجملہ ملا نوزی حکمت آگاہ بھی حاضر درس رہتے تھے
آپ کے حکم سے کتاب نخبہ لکھی جلد اول بخط والد ماجد میرے پاس موجود ہے
ملا محمد علی نے کتاب شوارق پر حاشیہ لکھا ہے شرح لمعہ اور مطول پر بھی حواشی
مفیدہ لکھے ہیں والد مرحوم شرح لمعہ اون سے پڑھتے تھے آقا سید محمد اپنے والد
کے انتقال کے بعد کربلائے معلی میں گئے ریاست اسلام آپ پر منتہی ہوئی سلطان
عصر فتح علی شاہ کو آپ سے بہت اخلاص تھا تمام امور میں آپکے تابع تھے جب
سلطان روس کو مسلمانوں کے شہروں پر غلبہ ہوا مسلمانوں نے آقا سید محمد سے
کہا کہ کفار ہمارے شہر پہ غالب ہوئے ہیں قرآن و مساجد سے بے ادبی کرتے ہیں
ہمارے بچوں کو جبرًا اپنے مذہب کی تعلیم دیتے ہیں۔ آپ نے لشکر جہاد کا حکم
دیا خود بھی علما کو لیکر روانہ جہاد ہوئے لیکن مسلمانوں کو پست ہمتی سے
شکست ہوئی۔ یہ حال دیکھکر آپ قزوین میں آگئے حزن و ملال کی وجہ سے
بیمار ہوئے اسی سفر میں انتقال کیا جسد مطہر کو کربلائے معلی میں منتقل کر کے
دفن کیا آپکو اپنے والد اور بحر العلوم اور شیخ جعفر سے اجازت حاصل تھی سفر جہاد میں
کسی منزل میں آپکا حقہ چاندی کا رہ گیا تھا آپ بھول گئے تھے ایک شخص نے ایک مال
پیچھا نکر لا دیا۔ آپ نے کہا جب تجھکو یہ مال ملا ہے اب تیرا مال ہے میرا نہیں ہے۔

احوال حاجی ملا احمد نراقی

حاجی ملا احمد بن محمد مہدی نراقی کاشانی مشاہیر علمائے ایران سے ہیں تحقیق
و تدقیق میں سر آمد علمائے اعیان۔ شاعر و فاضل ہیں جب
آپکے والد کا انتقال ہوا طلاب نے آپکو جانشین کیا اوسوقت آپ
فارغ التحصیل نہ تھے مطول و معالم پڑھاتے تھے اسی اثنا میں آپ عتبات عالیہ
میں گئے اور بحر العلوم آقا سید علی اور آقا باقر کے شاگردوں سے علم حاصل کیا
وہاں سے کاشان میں آئے آپکی تالیفات بہت ہیں مثل کتاب مناہج الاصول

مفتاح الاصول معراج السعادت علم اخلاق میں ۔ سیف الائمہ رد شبہات پادری نصرانی کتاب عوایدالایام ۔ کتاب مثنوی طاقدیس بجواب مثنوی ملائے روم ۔

مطلع مثنوی مولوی روم ۔ بشنو از نے چوں حکایت می کند
وز جدائی ہا شکایت می کند

مطلع جواب ۔ مثنو از نے بشنو از نائی نے
کیف مے میخوار می داند نہ مے

(میرے خیال میں یہہ شعر ملا باقر داماد کا ہے) لمعہ

کتاب مستند الشیعہ ۔ شرح تجرید الاصول ۔ کتاب السعادت آپکے والد کی لکھی ہوئی ہے سلطان عصر کی فرمایش سے آپ نے فارسی میں ترجمہ کیا ہے فی الحقیقت علم اخلاق میں یہ کتاب جامع اور کامل ہے ۔ دین اسلام پر پادری نصرانی نے چند اعتراضات کئے تھے اسکے جواب میں تین کتابیں لکھی گئی ہیں ۔ ایک کتاب حاجی ملا رضا ہمدانی کی ہے جسکا نام مفتاح النبوت ہے دوسری کتاب آخوند ملا علی نوری کی ہے جس کا نام حجت الاسلام ہے ۔ آپ نے قواعد عقلیہ سے حضرت خاتم الانبیا کی نبوت کو ثابت کیا ہے زمانہ تالیف میں ۶ ماہ تک تدریس موقوف کی ہے ۔ کتاب فصیح و بلیغ ہے بعض کا قول ہے کہ یہ کتاب لغات فرس میں مانند قرآن ہے لغت عربی میں العیاذ باللہ من التشبیہ ۔ تیسری کتاب حاجی ملا احمد نراقی کی ہے ۔ جسکا نام سیف الائمہ ہے ۔ حاجی صاحب نے علمائے یہود کو طلب کیا اور ملا موشہ یہودی کے کتاب خانہ سے بہت کتابیں لغت توریت میں جمع کیں ۔ ایک مدت تک یہود سے بحث کی اسکے بعد یہ کتاب لکھی ۔ انبیائے سلف کے فقرات تفصیل سے لکھے ۔ ادیان باطلہ کی تردید میں یہ تینوں کتابیں بے نظیر ہیں پادری نصرانی لباس

[illegible]

جوابات لکھے گئے۔ ایک وقت حاجی صاحب کا فرزند سخت علیل ہوا تھا آپ مایوس ہو کر گھر سے باہر نکلے۔ کاشان کی گلی میں ایک فقیر سے ملاقات ہوئی حاجی کو سلام کیا پریشانی کا سبب پوچھا حاجی نے کہا میرا فرزند سخت علیل ہے فقیر نے کہا یہ تو سہل مطلب ہے۔ یہ کہکر عصا کو زمین پر ٹیکا۔ سورہ حمد بغیر شرائط پڑھ کر دم کیا اور کہا حاجی جاؤ تمھارے فرزند کو صحت حاصل ہوی حاجی کو تعجب ہوا۔ گھر میں آکر دیکھا تو بیمار کا پسینہ جاری ہے اور صحت حاصل ہے۔ فقیر کو ڈھونڈھا پتہ نہ ملا۔ سات آٹھ مہینے کے بعد اوسی کوچہ میں ملاقات ہوی حاجی نے کہا تم نے طریقت میں قدم رکھا ہے صاحب نفس ہو لیکن اوس روز سورہ حمد کی تلاوت بے قاعدہ تھی تعلیم شرعی حاصل کرو۔ فقیر نے کہا میری تلاوت تم کو پسند نہ آئی اچھا واپس لیتا ہوں یہ کہکر عصا زمین پر رکھا دوبارہ سورہ حمد کی تلاوت کی زور سے سانس لیکر کہا اب جاؤ۔ حاجی گھر میں آئے تو وہی لڑکا پھر بیمار ہو گیا اور اوسی مرض سے فوت ہوا۔ کہتے ہیں کہ ایک حاکم ظالم کو حاجی صاحب نے نکالا تھا سلطان نے حاجی صاحب کو طلب کیا اور کہا آپ امور سلطنت میں دخل دیتے ہیں۔ حاکم کا اخراج کرتے ہیں یہ کہکر سلطان غضب ناک ہوا سلطان اسی حالت غضب میں تھا کہ حاجی صاحب نے آستین چڑھائی آسماں کی طرف دونوں ہاتھ بلند کئے آنکھوں سے آنسو ڈالکے عرض کی خداوندا اس سلطان ظالم نے حاکم ظالم کو مقرر کیا تھا میں نے اوسکے ظلم کو رفع کیا اب یہ ظالم مجھ پر غضبناک ہے۔ اسکے بعد چاہا کہ بادشاہ پر نفرین کرے فتح علی شاہ بے اختیار اپنی جائے سے اوٹھے۔ ہات پکڑ لئے معذرت کی اور آپ کو راضی کیا آپ کی خواہش کے مطابق کاشان پر دوسرا حاکم مقرر کیا۔ حاجی ملا احمد کے دوسرے فرزند کا نام حاجی محمد تھا یہ بھی فقیہ تھے۔ ایک وقت سلطان محمد شاہ بیمار ہوے حاجی ملا محمد نے کاشان سے بذریعہ عریضہ مزاج پرسی کی بادشاہ نے صحت کا

جواب لکھا۔ حاجی نے آپ کے جواب میں لکھا کہ حال بادشاہ کا قرین صحت ہے۔ اور صحت اعظم نعمت ہے۔ پس آپ بمضمون آیہ واقی ہدایہ۔ واما بنعمۃ ربک فحدث ممالک اسلام میں اسکے شکر کا اظہار فرمائیں سلطان نے جواب لکھا کہ یہ آیت معارض ہے حدیث استر ذھبک و ذھابک و مذھبک سے اس تناقض و تعارض کو کس طرح رفع کرنا چاہئے حاجی ملا محمد نے لکھا کہ آیہ شریفہ اسلئے کہ نعمت مفرد مضاف ہے۔ افادہ عموم کرتی ہے۔ اور خبر صدق اثر استر ذھبک خاص ہے جب عام و خاص باہم متعارض ہوں تو عام پر رکھنی چاہئیے۔ کہ مراد نعمت سے ذہاب و ذہب و مذہب کے سوا ہے۔ بادشاہ نے اس جواب کو بہت پسند کیا حاجی صاحب کے لئے عبا و عصا خلعت ارسال فرمایا۔ اپنی محبت کا بھی اظہار کیا۔ یہ بھی مسموع ہوا کہ ایک حاکم جدید کاشان پر مقرر ہوا۔ حاجی صاحب سے واقف نہ تھا۔ حاجی صاحب تنہا عبا سر پر عصا ہات میں لیکر اوسکی محفل میں آے دروازہ کے پاس بیٹھ گئے۔ حاکم نرد بازی میں مصروف تہا کسی چال پر حاکم و حریفین بحث ہوی ہر ایک اپنے کو غالب سمجھتا تہا۔ حاجی صاحب نے قانون شطرنج سے اسکا تصفیہ کیا۔ حاکم بہت خوش ہوا اور کہا کہ یہ آخوند زاہد خشک نہیں ہیں علم شطرنج میں بھی دخل ہے۔ ناگاہ ایک شخص کاشانی داخل محفل ہوا۔ اشارہ سے حاکم سے کہا کہ آپ حاجی ملا احمد ہیں۔ جو اسوقت صف نعال میں بیٹھے ہیں۔ حاکم شرمندہ ہوا۔ اپنی جگہ سے اوٹھا آپکے ہات پر بوسہ دیا آپکو صدر میں بٹھایا۔ بہت معذرت کی یہ بھی مشہور ہے کہ جناب حاجی کو درس کم حاصل ہوا۔ لیکن ذکاوت طبع سے یہ تحقیق و تدقیق حاصل ہوی تھی واللہ اعلم

احوال آخوند ملا محمد نراقی	آخوند ملا محمد مہدی بن ابی ذر نراقی کاشانی ملا احمد مذکور کے والد ماجد ہیں اپنے زمانہ کے علما میں فایق اور جامع تھے۔

آخوند ملا اسمٰعیل خاجوئی سے کہ محلہ اصفہان ہے تیس سال تک آپ نے تحصیل علم کی ہے دوسرے علماء سے بھی تلمذ حاصل کیا ہے مولٰسن اصفہانی آقا محمد باقر کے بھی آپ شاگرد ہیں حساب و ہیئت علوم ادبیہ معانی و بیان و تفسیر میں مہارت حاصل تھی ابتدائے تحصیل کے وقت فقر و فاقہ میں گذرتی تھی۔ چراغ جلانیکی بھی استطاعت نہ تھی چراغ بیت الخلا سے مطالعہ ہوتا تھا۔ اگر کوئی دوسرا شخص بیت الخلا میں آنا چاہتا تو آپ کھنکارتے تھے۔ کہ میں قضائے حاجت میں ہوں تاکوئی شخص بے خبر نہ آئے اور شرمندگی ہو خطوط وطن سے آتے آپ بغیر مطالعہ فرش کے نیچے رکھدیتے۔ کہ مبادا خطوط دیکھنے سے حواس میں خلل نہ ہو آپ کے والد زرق میں مشغول ہوئے۔ آپکے عزیزوں نے آپکو خط لکھا کہ تمہارے والد مقتول ہوئے ہیں تمہارا آنا ضرور ہے تاکہ آپ نے حسب عادت اوس خط کو بھی نہ دیکھا تحصیل علم میں مصروف تھے۔ عزیز مایوس ہوئے۔ آپکے استاد آخوند ملا اسمٰعیل کو لکھا کہ ملا مہدی کے والد قتل ہوئے ہیں اون کا آنا ضرور ہے روانہ فرما دیجئے۔ ملا مہدی سبق پڑھنے گئے تو استاد کو متفکر دیکھا سبق پڑھنا چاہتے تھے کہ استاد نے کہا تم ابھی وطن جاؤ تمہارے والد مریض یا مجروح ہیں ملا مہدی نے کہا خدا اونکو محفوظ رکھے آپ سبق پڑھائیے۔ استاد نے تصریح کی کہ تمہارے والد قتل ہوئے ہیں یہ سنکر بھی آپ طالب درس ہوئے آخر استاد کے حکم سے وطن میں آئے تین دن وہاں رہکر پھر واپس آگئے آپکو علم کا بہت شوق تھا۔ فارغ التحصیل ہونے کے بعد آپ کاشان میں رہے اوسوقت کاشان علماء سے خالی تھا۔ آپ کے بہت شاگرد ہیں۔ آپکی تالیفات رسالہ فارسی علم اصول میں کتاب لوامع فقہ میں کتاب انیس فقہ میں کتاب معتمد فقہ میں کتاب تجرید اصول میں مشکلات العلوم (۳) جلد محرق القلوب مصائب میں۔

احوال آقا محمد علی

آقا محمد علی بن آقا محمد باقر بن محمد باقر ہزار جریبی۔ آپکے والد نجف اشرف میں رہتے تھے مشاہیر فقہا سے تھے حاجی صاحب کتاب اشارات جلد ثانی میں آقا محمد باقر کو مشایخ اجازہ میں شمار کیا ہے۔ اور لکھا ہے کہ میں نے اون سے ملاقات کی ہے۔ لیکن میری ملاقات کے وقت وہ بہت ضعیف ہو گئے تھے۔ اوسوقت کسی کو ان سے فایدہ علمی حاصل نہ تہا۔ آقا محمد علی ساکن اصفہان اوس بلدہ کے فقیہ اور شیخ جعفر نجفی کے شاگرد اور داماد تھے شرح لمعہ پر آپ نے تعلیقہ لکھا ہے تین جلدوں میں ہے۔ جو مولف کے پاس موجود ہے۔ آپکی زوجہ کے بعد آپ مرزا محمد باقر نواب کے داماد ہوئے۔ مرزا محمد نواب لاہیجانی تھے۔ حکمت و نجوم کے ماہر تھے تفسیر میں اوحد زمان تہے۔ جعفر خان زند کو زائچہ میں دیکھکر کہا تہا کہ فلان وقت میں کریم خان کی وفات ہوگی جعفر خاں سلطان ہوگے۔ اسی طرح کا اتفاق بہی ہوا۔ آقا محمد علی بد خلق تہے۔ مرزائے موصوف کی دختر سے عقد کرنیکے بعد حاکم کی خواہش سے کرمانشاہ میں گئے اہل و عیال ساتھ تہے۔ وہان بہی نہ رہ سکے پہر اصفہان میں مراجعت کی مرزا محمد باقر نے آقا محمد علی سے کہا شاید آپ نے یہ حدیث نہیں دیکہی۔ دارهم مادمت فی دارهم۔ یعنے اہل دنیا سے مدارا کرجب تک اونکے گہر میں یعنے دنیا میں رہے۔ آقا محمد علی عابد زاہد تھے فقر و فاقہ میں بسر کرتے تہے۔ آپکا علم فقہ تعلیقہ شرح لمعہ سے بخوبی واضح اور آشکار ہے۔ اوسوقت علماء کا اتفاق تہا کہ حاجی سید محمد باقر کی بہت شہرت تہی

احوال حجت الاسلام

حاجی سید محمد باقر بن سید محمد تقی موسوی شفتی لاشتی ساکن اصفہان آپ کا لقب حجت الاسلام وحید ایام اور مقتدائے انام تہے علم عربی و ہیئت و فقہ و رجال میں مشہور اور زہد و ورع میں بے نظیر تہے۔ عالم و عامل فاضل و کامل تہے آپ کے علم کی تعریف احاطہ تحریر سے زیادہ ہے تحقیق و تدقیق میں ضرب المثل تہے۔ صاحب تالیفات ہیں علم رجال میں ایسے کامل تہے کہ جس شخص کا نام لیتے تاریخ پیدایش سے وفات تک کے حالات

بیان کرتے تھے ابتدا میں آپ فقر و فاقہ میں بسر کرتے تھے - حاجی شیخ محمد رفیع کا قول ہے کہ ہم جس زمانہ میں بحر العلوم کی خدمت میں حاضر تھے آقا سید محمد ایک دن خوشہ انگور کا بازار سے لیگئے - ایک ہفتہ کے بعد میں اونکے گھر میں گیا - دیکھا وہی خوشہ انگور کا اوسی حالت میں موجود ہے آپ نے کچھ کہایا نہ تھا میں نے کہا آپ یہ انگور کیوں نہیں کہاتے جواب دیا خلاف نفس کرنا چاہتا ہوں اسکے بعد آپ صاحب مال ہوے روز بروز ترقی ہوتی رہی اب خلاف نفس نہیں کرتے ہیں یہ قول حاجی شیخ محمد رفیع کا تھا - مولف کے والد سے آپکو بہت محبت تھی آپکی تدریس کا یہ حال تھا کہ اقوال فقہا بیان کرتے تھے اور نہایت تفصیل سے پڑہاتے تھے - لیکن ہفتہ میں دو تین دن پڑہاتے تھے - کوئی ہفتہ ناغہ ہی ہوتا تہا - حرقتہ البول کے علاج کے لئے آپ بغداد گئے تھے وہاں حاشیہ سیوطی لکہا یہ آپکی کرامت ہے مولف شرح نافع آخوند ملا حیقر نظیر آبادی ساکن قزوین جنکو شہید ثالث اور حاجی ملا صالح سے اجازت حاصل تہی وہ بیان کرتے تھے کہ میں نے طہارت وصلواۃ شرح کبیر حجت الاسلام کی مجلس درس میں لکھی ہے - یعنے جس وقت سبق کے وقت مراقبہ کے لوگ جمع ہوتے اور سبق ملتوی ہوتا فرصت پاکر اوس وقت شرح کبیر لکھتا تہا - مولف بہی آپ سے طالب اجازہ ہوا - آپ نے میری تالیف کتاب طہارت بدیع طلب کی ایک ہفتہ تک یہ کتاب اونکے پاس رہی روز پنجشنبہ چاہتے تھے کہ اجازہ لکھیں اوسی دن داعی حق کو لبیک کہا - لہذا اون کے شاگردوں سے مولف نے اجازت حاصل کی تاکہ اسکے اسناد میں بہی داخل رہوں حجت الاسلام کی عبادت کے بیان میں زبان قاصر ہے - مناجات خمسہ عشر حفظ اور گریہ وزاری سے پڑھتے تھے ہمیشہ عبادت میں بسر کرتے تھے آپکے خلف باشرف حاجی سید اسد اللہ کہتے ہیں کہ ادعیہ منقول آئمہ صلواۃ سے خالی

نہیں ہیں اگرچہ مختصر ہوں۔ خصوصاً ادعیہ سید الساجدین صحیفہ کاملہ وغیرہ میں چونکہ مناجات خمسہ عشر میں صلواۃ بر آل محمدؐ نہیں ہے لہذا اسکی سند ثابت نہیں ہولف کہتا ہے کہ اس قسم کی قدح غیر قادح ہے۔ اگر اس مناجات کو بقصد دعا و ذکر مطلق واستغفار پڑھیں نہ بقصد درود عیب نہیں ہے۔ عمومات اذکار ادعیہ میں شریک ہیں اگر قصد درود سے ہی پڑھیں بے عیب ہے نہایت یہ ہے کہ ادعیہ مرسلہ سے مجھکو اسکی سند ہی حاصل ہوئی تھی۔ پڑھنا اسکا جائز اور محل شک نہیں ہے ذکر درود نہیں یہ اعتراض معدوم النظیر نہیں ہے۔ والد مرحوم قنوت وتر میں مناجات مذکورہ حفظ پڑھتے تھے۔ فقیر مولف ایک سال تک حجت الاسلام کی خدمت میں حاضر رہا قنوت میں یہی دعا پڑھتے ہوے دیکھا۔ اللھم اھدنا فی من ھدیت۔ وعافنا فی من عافیت۔ وتولنا فی من تولیت۔ وقنا شر ما قضیت۔ وبارک لنا فی ما اعطیت۔ رسالہ ترجمہ صلواۃ میں اسکی تفصیل مولف نے لکھی ہے شیخ بہائی قنوت میں غالباً یہ دعا پڑھتے تھے۔ اللھم اغفر لنا وارحمنا وعافنا واعف عنا فی الدنیا والآخرہ انک علی کل شئی قدیر۔ حجت الاسلام کی عبادت اسطرح تھی کہ نصف شب سے صبح تک گریہ وزاری سے عبادت میں مصروف رہتے تھے صحن کتابخانہ میں دیوانوں کی طرح پھرتے تھے۔ سر وسینہ پیٹتے تھے اہل ہمسایہ بیدار رہتے تو صدائے گریہ وزاری سنتے تھے۔ آخر عمر میں اسقدر روے کہ مرض فتق عارض ہوا۔ فتق بند نہ باندھا۔ اطبا نے علاج کیا مفید نہوا۔ آخر رونے سے منع کیا اور کہا کہ آپ پر گریہ حرام ہے اس سے مرض زیادہ ہو رہا ہے۔ مگر آپ روتے رہے جب تک آپ بیٹھے رہتے مسجد میں کوئی ذاکر منبر پر نہ جاتا تھا۔ بلکہ آپکی برخاست کے بعد پڑھتا تھا۔ آپ موجود رہتے تو شدت سے روتے تھے علما میں ایسے باکی کم ہوے ہیں آپ اور آپکے فرزند آقا سید اسد اللہ حاجی ملا محمد اشرفی شہید ثالث تک روتے تھے

جسوقت مولف کتاب خراسان کے سفر میں تہا اثنائے راہ میں حاجی سلیمان خان قاجار حاکم خراسان سے ملاقات ہوئی اون کا بیان تہا کہ اصفہان مین ایک شاہزادہ سے سنا ہے کہ میری ایک کنیز تہا کہ چند روز حجت الاسلام کے گھر میں رہی آپ نے ایک رقعہ اوس کنیز کے ہات روانہ کیا کہ اس سے قصور ہوا ہے تم ہماری خاطر سے معاف کرو اسکے ساتہہ نیک سلوک کرو۔ ہم نے اوس کنیز سے آپ کے حالات دریافت کئے اوس نے کہا کہ آپ ہر شب عبادت میں دیوانہ ہو جاتے ہیں اور دن کو عاقل رہتے ہیں میں نے کہا دیوانہ کسطرح ہوتے ہیں کنیز نے کہا ہر شب صبح تک عبادت کرتے ہیں سر پیٹتے ہیں ہائے وائے کرتے ہیں مناجات و دعا میں مصروف رہتے ہیں۔ جب اس حال میں صبح ہو جاتی ہے عمامہ و عبا پہنکر مثل منقولین بیٹھتے ہیں۔ پیش از مغرب چراغ روشن کرتے ہیں طلوع آفتاب کے وقت چراغ گل ہوتا ہے۔ ایک کنیز چراغ کی نگرانی کرتی ہے۔ کہتے ہیں کہ اس طرح چراغ روشن کرنا باعث دولت و اقبال ہے حدیث لا اسراف فی السراج اسپر گواہ ہے۔ آپ ہمیشہ چارشنبہ کے دن حمام کرتے تھے حدیث شریف میں بہی یہی مضمون وارد ہے۔ مشہور ہے کہ چارشنبہ کے دن سر منڈہانا باعث ازدیاد دولت ہے۔ آپکو کسی دن حالت نماز میں سہو نہ ہوا مگر ایکدن کہ آپکے فرزند سید ہاشم کا انتقال ہوا تہا۔ ظہر کی نماز میں سہو ہوا تہا۔ مولف نے دیکہا ہے کہ استاد بزرگوار سید ابراہیم کو بہی نماز میں کبہی سہو نہوا تہا۔ صرف ایک دفعہ یا دو دفعہ۔ مرافعات میں بہی حجت الاسلام بہت تحقیق فرماتے بعض مقدمات ایکسال سے زیادہ تک رجوع رہتے تہے اور اکثر آپ فراست سے تصفیہ فرماتے تہے قبلہ نے کتاب قضا میں لکہا ہے کہ قاضی کو فراست ضرور ہے قضایا ے امیرالمومنین کی مثال بیان کی ہے حجت الاسلام کی خدمت میں

ایک عورت حاضر ہوی کہا مالک فلان قریہ کا غاصب ہے میری ملک چھین لی ہے
آپ نے اوسکو طلب کیا اوس نے چودہ قاضیوں کے فیصلہ پیش کئے کہ ہر ایک
اجلاس پر مجھکو اس عورت کے مقابلہ میں کامیابی حاصل ہوی ہے۔ آپ نے
فیصلہ دیکھے اوس عورت سے کہا یہ شخص بات تو قاعدہ سے کرتا ہے۔ وہ عورت
روتے لگی آپ دوسرے مرافعہ کی طرف مصروف ہوے درمیان مرافعہ اس
شخص سے پوچھا کیا یہ ملک تیری خریدی ہوی ہے۔ اس نے کہا نہیں کیا
ملکیت میں خریدنا لازم ہے آپ نے کہا ضرور نہیں ہے۔ یہ کہکر پہر آپ دوسرے
مرافعہ میں مصروف ہوے تہوڑی دیر کے بعد پہر اوس سے پوچہا کیا یہ ملک
تجھکو میراث میں ملی ہے اوس نے کہا نہیں کیا مالکیت میں یہہ لازم ہے کہ وہ
مال میراث میں منتقل ہوا ہو۔ آپ نے کہا نہیں پہر آپ مقدمات کی طرف
متوجہ ہوے اسی اثنا میں پہر اوس شخص سے پوچہا کہ یہ ملک صلح یا وصیت
سے تجھکو ملی ہے اوس نے کہا نہیں۔ کیا ملکیت میں یہ شرطین ضروری ہیں
پہر آپ دوسری طرف متوجہ ہوئے اثنائے مرافعات میں پہر ایک شرط کے
نام لیتے تہے مدعی علیہ انکار کرتا تہا۔ حجت الاسلام نے کہا پہر کس سبب سے
یہ ملک تجھکو ملی ہے اوس نے کہا کچھ بہی نہیں آسمان سے ایک سوراخ ہوا
اور میری گردن میں پڑا آپ نے کہا آسمان سے میرے لئے کیوں ایسی ملک
نہیں آئی ملک صغار اس عورت کو دیدے تو غاصب ہے آپ نے تعمیل
حکم کے لئے وہان کے حاکم کے نام حکم لکہا اوس عورت کو وہ ملک مل گئی۔
اسی طرح ایک نے جعلی دستاویز بنائی تھی آپ نے حضار سے کہا اس کاغذ کو
دیکھو کسوقت بنا ہے اور مہرین کس وقت کی ہیں۔ بعد غور سب نے کہا کہ یہ
کاغذ کارخانہ میں بیس سال کا بنا ہوا ہے تاریخ تحریر پچاس سال کے اول کی ہے

آپ نے کاغذ چاک کیا اور اوسکے مخالفین کی جانب فیصلہ لکھا - ایک شخص نے
دعوی دایر کیا کہ اس شخص آقا حسن سے مجھکو چار سو تومان وصول طلب ہیں
مدعی علیہ نے کہا مدعی آقا حسن سے طالب ہے میں آقا حسن نہیں ہوں یہ سنکر
آپ دوسرے مقدمات میں رجوع ہوے مقدمات کی تردید بحث و ثبوت
ازدحام کے وقت آپ نے منکر اول کی طرف مخاطب ہوکر کہا - آقا حسن تو
اس نے جواب دیا - بلے - ارشاد فرمائیے - آپ نے کہا چار سو تومان دیگی
دے آپ نے غفلت کے وقت اوسکو پکارا اگر وہ آقا حسن نہوتا تو جواب ہی
نہ دیتا - اور یہی تصدیق ہوی - جناب فقاہت مآب کے مرافعات عجائب
لکھنے کی اس کتاب میں گنجایش نہیں ہے - ابتدا میں آپ اس طرح فقر و فاقہ
میں بسر کرتے تھے کہ جسکا تصور ہو نہیں سکتا ایک دن حاجی کرباسی آپکی ملاقات
کو آے دیکھا آپ بھوک سے غش میں ہیں حاجی فوراً بازار جاکر غذاے مناسب
لاکر کھلانے سے آپ ہوش میں آے آپکے استاد بحر العلوم کو یہ حال معلوم ہوا
آپ سے کہا کہ کھانے کے وقت میرے پاس آیا کرو آپ انکار کرتے رہے
جب استاد نے اصرار کیا تو آپ نے کہا اگر بار دیگر آپ اصرار فرمائینگے تو میں
نجف اشرف سے چلا جاؤں گا - اگر آپکو منظور ہے کہ میں نجف میں رہوں اور
آپ سے پڑہوں تو ایسی تکلیف نہ فرمائیے - یہ سنکر بحر العلوم خاموش ہو رہے
جسوقت حجت الاسلام کربلاے معلی میں آقا سید علی صاحب ریاض سے
پڑھتے تھے یہ حالت تھی کہ نعلین کی ایڑی نہ تھی کثرت استعمال سے نعلین ٹوٹ
گئے تھے - روزانہ معاش سے بھی آپ مجبور تھے جب آپ اصفہان میں
وہاں بھی یہ حال تھا کہ ایک منڈیل دستر خوان اور ایک کتاب مدارک کے سوا
کوئی چیز آپکے پاس موجود نہ تھی میرے والد مرحوم سے آپکو تعارف خاص

حاصل تہا والد بہی اوس زمانہ میں فقر و فاقہ میں گرفتار تہے ایک دن حجت الاسلام نے
میر والد کی دعوت کی آپ و نکے گہر میں گئے ۔ رات بہت گزرنے کے بعد منڈیل بچہائی گئی
اوس پر سوکہے ٹکرے روٹی کے رکہے والد مرحوم فرماتے تہے کہ ہم دونوں نے
فاقہ شکنی کی ایک دن کچھ پیسے حجت الاسلام کو ملے تہے وہ پیسے لیکر بازار گئے کہ
اپنے اور اپنے اہل وعیال کے لیئے کچھ غذا خریدیں خیال ہوا کہ ایسی غذا خرید کرنی
چاہیئے کہ جو سب سے ارزاں ہو تاکہ آج مع اہل وعیال سیر رہوں ۔ بکرے کا
جگر بندار زان ملگیا ۔ لیکر گہر کی طرف روانہ ہوے اثناے راہ میں دیکہا ایک کتیا
نحیف ولاغر بیہوش پڑی ہے بہوک سے دودہ خشک ہوگیا ہے اوسکے بچے
دودہ پینا چاہتے تہے دودہ خشک محسوس کرکے بہونکتے تہے چلاتے تہے آپ کو
اوس کتیا اور اوسکے بچوں پر رحم آیا ۔ اپنی اور اپنے اہل وعیال کی بہوک پر اوسکو
مقدم رکہا کلیجی اوسکے سامنے ڈالدی کتیا اور اوسکے بچے وہ گوشت کہاکر آسمان
کی طرف دیکہنے لگے گویا دعا کرتے تہے ۔ بیشک آپ اوس خاندان سے ہیں
کہ مسکین ویتیم واسیر کی بہوک کو اپنے اور اہل وعیال پر مقدم رکہا جسکی شان میں
سورۂ اہل اتی ۔ نازل ہوا ۔ اور ۔ ویوثرون علی انفسھم ولوکان بھم خصاصۃ ۔
حشر میں ارشاد ہوا ۔ ضضضص ۔ المختصر حجت الاسلام خود فرماتے تہے کہ اوس
کتیا کے واقعہ کے بعد ہی بلا فاصلہ دولت دنیا میرے پاس حاضر ہونے لگی ۔
یہاں تک کہ املاک یزدجرد کی آمدنی دو ہزار تومان سالانہ اسی طرح شیراز وغیرہ
کی آمدنی تہی آپکے فرزند وعیال کے علاوہ گہر کے ایک سو ملازمین تہے ۔
ایک وقت اصفہان میں فتح علی شاہ عمارت ہفت دست میں بیٹھکر صحرا کا
تماشا دیکہہ رہے تہے ۔ ایک ہاتہی مع بارکے دیکہا پوچہا یہ ہاتہی اور رقم کیا ہے ۔ سے
واسطے لاتے ہیں ملازمین نے کہا حضور یہ مال اہل ہند نے حجت الاسلام کی

خدمت میں بھیجا ہے باتہ مال امام آپ نے مال تقسیم کے لئے رکھہ لیا اور باقی
بادشاہ کی خدمت میں بہجدیا علماے متقدمین و متاخرین سے کسی کو بھی اسقدر
مال حاصل نہیں ہوا تھا بجز علم الہدیٰ سید مرتضیٰ اور حجت الاسلام کے۔ مولف کے
خیال میں علم الہدیٰ اسقدر مالدار نہ تھے۔ جس وقت حجت الاسلام مکہ معظمہ کی
زیارت سے مشرف ہوئے۔ آپکے کتابخانہ کا حساب کیا گیا پچاس ہزار تومان
کی کتابیں تہیں ہر ایک کتاب کے متعدد نسخہ تہے۔ آپ آخر عمر تک کتابیں خریدتے
تہے۔ جس سال آپکا انتقال ہوا۔ ماہ مبارک میں مولف بہی آپکی مسجد میں جاتا تہا
ایک کتاب فروش آیا تہا اوسکی کتابوں میں چند کتابیں میں نے پسند کیں۔ ایک
حاشیہ شیخ فرزند صاحب معالم تہذیب طوسی پر اور بعض کتب ریاضی قیمت پوچھی
بہت گران تہی مولف کو خیال ہوا کہ آخر ماہ میں خرید ونگا۔ اوسوقت اسکی واپسی
کا وقت ہوگا۔ ارزان قیمت سے فروخت کر دیگا۔ اور یہ کتاب عام فہم نہیں
میرے سوا اب کون لیتا ہے۔ میں ہر روز جاتا تہا کتب فروش کو دیکھتا آخر روز
ماہ مبارک اونہیں کتابوں کی قیمت پوچھ رہا تہا کہ حجت الاسلام آئے کتابیں دیکہیں
وہی کتابیں میری پسند کی لیکر قیمت پوچھی اوس نے کہا پانچ تومان آپ نے اوسی
وقت قیمت اداکی مجھکو آپکی حرص کتابی پر حیرت ہوی کہ یہ کتابیں تو آپکے پاس موجود
ہیں مکرر خریدتے ہیں۔ آپ نے کہا تمام کتابیں میرے پاس موجود ہیں لیکن شاید
کسی میں سہو کتابت ہو اس لئے ہر ایک کتاب کے متعدد نسخہ خرید کرتا ہوں آپکے
بعد خلف اشرف حاجی سید اسد اللہ نے اپنے حصہ میں آپ کا کتابخانہ لیا مال و املاک
واسباب دوسرے ورثا کو دیدیا۔ آپکی شہرت کے چند اسباب تہے ایک وہی کہ
آقا سید محمد سے سوال ہوا تہا کہ آقا سید محمد باقر مجتہد ہیں یا نہیں آپ نے کہا اون کا
اجتہاد مجھسے نہ دریافت کرو بلکہ اون سے میری نسبت دریافت کرو کہ سید محمد

مجتہد ہے یا نہیں ۔ اس توصیف کے علاوہ دوسرا سبب یہ ہے کہ سلطان
فتح علی شاہ نے مرزائے قمی سے چاہا تہا کہ جو عالم شک سے خالی ہو مسجد شاہ
میں نماز جماعت پڑہانے کے لئے مقرر فرمائیے ہم بہی اون کے مقتدی ہونگے
میرزا نے جواب لکہا کہ آقا سید محمد باقر رشتی شفتی اصفہان میں ہیں وہ اسکے قابل
ہیں اونسے بہتر مجہکو معلوم نہیں ۔ سلطان نے حاکم اصفہان کو لکہا حاکم آپکی خدمت
میں حاضر ہوا ۔ فرمان شاہی سنایا آپ نے انکار کیا ۔ حاکم نے کہا تعمیل حکم شاہی ضرور ہے
حجت الاسلام نے کہا میں اپنے اختیار سے تو نہ جاونگا حاکم مایوس ہوا ۔ صورت
حال کا معروضہ بادشاہ کی خدمت میں لکہا جب خود سلطان اصفہان میں آئے
آپکی خدمت میں حاضر ہوے کہا کچھ فرمایش کیجئے آپ نے انکار کیا سلطان نے
اصرار فرمایا آپ نے کہا جب اصرار ہے تو میری فرمائش یہ ہے کہ نقارخانہ موقوف
ہو بادشاہ یہ سنکر خاموش ہوے اس کے بعد امین الدولہ سے کہا کہ آپ عجب
سید ہیں نقارخانہ سلطانی جو علامت شاہی ہے موقوف کرنا چاہتے ہیں آپ اخلاق
میں بہی فی الحقیقت اوحد زمان تہے جب اصفہان میں داخل ہوئے مدرسہ چارباغ میں مقام
کیا سبق پڑہاتے تہے مدرس سمجہا کہ سید مرد عالم ہیں ان کا مدرسہ میں رہنا مناسب نہیں ہے ۔ شاید کسی وقت بحث ہو اور میں
عاجز رہوں وہاں سے آپ کے اخراج کا حکم دیا آپ وہاں سے علیحدہ ہو گئے ۔ آپ حاجی کرباسی کی
تعظیم کرتے تہے مجلس میں اپنے پر مقدم رکہتے تہے حاجی صاحب آپسے دس سال
عمر میں زیادہ تہے ملا علی نوری کی وجہ سے ہی آپ مشہور ہوے اپنے پر
اور حاجی پر انکو مقدم رکہتے تہے ایک بار آپ کا ایک گلی سے گذر ہوا اشرار
لہو ولعب ونقارہ وساز و دف میں مشغول تہے آپ آگے گئے اشرار نے آپکو
قید کیا شاگردوں کو خبر ہوئی امام جمعہ سے کہا اوس نے ملازمیں بہیجے آپ کو
رہا کیا آپ نہایت قلیل الجثہ کوتاہ قد اور ضعیف ونحیف تہے اکثر دن کیوقت

کہانا نہ کہاتے تھے اور اسی صبح کے وضو سے ظہر کی نماز پڑہتے تھے بلکہ شام تک
وہی وضو رہتا تھا۔ کبھی دوپہر کے وقت سکنجبین پیتے تھے جس وقت محمد شاہ اصفہان
میں آئے سید صاحب اونٹ پر سوار ہوکر بادشاہ کی ملاقات کو روانہ ہوئے سید علی نقی
عرب حسب عادت آپکے سامنے قرآن شریف خوش الحانی اور بلند آواز سے پڑہتے تھے
محمد شاہ عمارت ہشت دست میں بیٹھکر دور سے تماشہ دیکہ رہے تھے
جب آپ نزدیک پہنچے۔ سید علی نقی نے تلاوت کی قل اللھم مالک الملک جب
تعز من تشاء تک پہنچے محمد شاہ نے کہا یقیناً عزت خدا کے ہات ہے جس نے
اس شخص کو اسقدر عزت دی ہے۔ سید علی نقی عرب اہل کاظمین سے تھے قرآن شریف
لحن حجازی سے بہت اچھی طرح قرأت کرتے تھے۔ صبح کے وقت حجت الاسلام
کے عقب میں مسجد سید آباد میں اذان کہتے تھے۔ نصف فرسخ تک اہل قافلہ انکی
آواز سنتے تھے جب سید علی نقی لشکر کے قریب پہنچے یہ آیت پڑہی۔
یَا اَیُّھَا النَّمل ادخلوا مساکنکم لا یحطمنکم سلیمان وَجُنُودہ وھم لا یشعرون ۝
تمام اہل لشکر ایک پر ایک گر رہے تھے کہ سید صاحب کی دست بوسی کریں۔ اکثر کو
ممکن نہوسکا۔ اونٹ اور اونٹ کے سم کو بوسہ دیتے تھے۔ محمد شاہ کو بہت حیرت
ہوی۔ جب سرائے شاہی میں آئے یہ آیت پڑہی۔ کما ارسلنا الی فِرعَون رسولا
فعصی فِرعَون الرسول۔ امر بہ معروف حجت الاسلام کا اسطرح تہا کہ ستر اشخاص
کو حدود شرعیہ سے قتل کیا ایک بار آپ نے قتل کا حکم دیا جسکو کہتے تھے وہ
انکار کرتا تہا آپ نے خود اسپہ ضرب لگائی کارگر نہوی یہ حالت دیکھکر دوسرا شخص
وہ تہا شخص لوطی کو قتل کیا آپ نے اوسپر نماز پڑہی و بخشش کیا آپکی تعریف میں قصائد
عرب و عجم سے ایک دیوان جمع ہوا ہے۔ ایک مصرع یہ ہے ع۔ انا الذی
حنا بجھا بالحاجبہ ۔ الخ حاکم اصفہان جب آپکی ملاقات کو آتا دروازہ پر کہڑا رہتا

اور سلام کرتا بعض اوقات آپ ملتفت بہی ہوتے تھے بعد ایک ساعت کے نگاہ کرتے تھے
اوسکو بیٹھنے کی اجازت دیتے تھے کوئی تواضع نہ کرتے تھے جس زمانہ میں آپ مکہ معظمہ
میں تھے محمد علی بادشاہ مصری سے باغ فدک لے لیا اور سادات مدینہ منورہ کو دیا
علماے عصر سے آپ تین صاحبوں کے مداح تھے۔ ایک حاجی ملا اسد اللہ بروجردی
شاگرد آقا سید محمد مرحوم داماد میرزاے قمی دوسرے میرزا محمد تقی نوری شاگرد حاجی
کرباسی۔ میرزاے موصوف تسبیحات اربعہ کو دو رکعت آخر ظہر و عصر و عشا اور ایک
رکعت آخر مغرب میں پڑہنا واجب عینی جانتے تھے۔ دخان کو مفطر روزہ نہیں
جانتے تھے۔ ماہ مبارک میں حقہ کے عادی تھے شیخ حسن بن جعفر نجفی اور صاحب
مدارک اور بعض کا یہی قول ہے اور قاعدہ سے یہی عدم اقتضاے افطار ہے
لیکن فتوی دینا اور علانیہ حقہ کا استعمال رکہنا طریقہ فقہا کے خلاف ہے فتح علی شاہ قچ
انکو طلب کیا تاکہ حقہ کی طلب سے منع کریں میرزا نے کہا آپکے اعلم العلما آقا سید
محمد باقر ہیں اونکو طلب فرمائیے تاکہ قلیان کے باب میں مجہسے بحث کریں سلطان نے
کہا آخوند تم مخبوط ہو یا مصروع۔ آقا سید محمد باقر تمہارے کہنے سے یا میرے
حکم سے طہران میں نہ آئینگے۔ بعض مقربوں کی سفارش سے سلطان نے حکم
تادیب آخوند ملتوی کیا۔ تیسرے حاجی ملا صادق رشتی آپ جامع اور واعظ تہے
مرحوم آقا سید علی کے شاگرد تہے۔ ایکسو اٹہارہ سال کی عمر تہی اور حواس باقی تہے
تہے مولف بہی آپکے وعظ میں حاضر تہا۔ مولف سے اکثر بحث رہی حاجی میرزا
مسیح مسجد امام حسن عسکری میں نماز پڑہتے تہے۔ آقا محمود بہی زیارت قم کے لیے
آے تہے انکے پیچہے نماز پڑہی بعد نماز کے گہر میں آے آقا محمود کے اصحاب نے
کہا قبل ازیں میرزا نے آپکی تکفیر کی ہے اور آپ اونکے پیچہے نماز پڑہتے ہیں آقا
محمود نے کہا کیا مضایقہ ہے۔ اونکا اعتقاد میری نسبت کفر کا ہے اونکو

شبہ ہوا ہوگا میں تو اونکو عادل سمجھتا ہوں۔ دونوں مثاب اور ماجور ہیں اسمیں
منافات نہیں ہے۔ جب یہ خبر میرزا مسیح کو معلوم ہوئی تعجب کیا آپکا حسن اخلاق
باعث اتحاد ہوا۔ ملاقات کو آئے شبہ رفع ہوا۔ ایک دن ماہ صیام میں حجۃ الاسلام
کی مسجد میں بائیس ہزار نمازی جمع ہوئے تھے تمام ممالک اسلام میں آپکے احکام
جاری تھے۔ آپکی سخاوت کا یہ حال تھا کہ آخوند ملا علی خونساری کا بیان ہے کہ
میں ایکدن آپکے کتابخانہ میں داخل ہوا زر سرخ و سفید سے اسقدر مال رکھا
ہوا تھا کہ آپ اوسمیں نظر نہ آتے تھے مال امام رکھا ہوا تھا آپ سامنے بیٹھے تھے
میرے سامنے حقہ پیش ہوا۔ میرے حقہ پینے تک سادات کو خبر ہوگئی سب
حاضر ہوگئے آپ ہر ایک کو ایک مشت زر و نقرہ دیتے رہتے حقہ کا
ختم ہوا تھا کہ وہ تمام مال تقسیم ہوگیا۔ میں نے تعجب سے کہا کہ آپکو اموال امام
میں حکم اجرائی حاصل ہے۔ آپ نے کہا بیشک فرزند باپ کے مال میں اس سے
زیادہ تصرف کر سکتا ہے۔ مولف ایک دن اپنے گھر سے میرزا جعفر کے مدرسے
کی طرف جا رہا تھا اثناء راہ میں ایک کوچہ سے گذر ہوا۔ جو آپکے مکان سے متصل تھا
سادات اور فقیروں کے مجمع سے راستہ بند تھا۔ سبب پوچھا معلوم ہوا کہ مال
امام سے آٹھ سو تومان بروجرد سے حجۃ الاسلام کی خدمت میں وصول ہوئے
ہیں۔ فقیر اور سادات کو طلب کیا ہے۔ اسکے بعد ایک ساعت کے عرصہ میں وہ تمام مال تقسیم ہوگیا۔

احوال ملا قربان بیدل

شعرائے اہلبیت سے اوسوقت ملا قربان بیدل ہے تھے
مولف کے دوست تھے۔ ایک دن میرے پاس آئے اور کہا کہ آج آپکے
پاس صرف حقہ کی طلب میں آیا ہوں میں نے ایک شاگرد سے
کہا۔ مگر وہ حقہ سے ناواقف تھا بیدل کی خدمت میں حقہ پیش کیا ہرچند
بیدل نے حقہ پینے کی کوشش کی دھواں ظاہر نہوا۔ بیدل نے کہا ؎

ؔ در کشمکش شیم ازیں دو حالت ٭ تقلیباں بکشیم یا خجالت

میں نے خود اپنے ہات سے اصلاح کی بیدل کو دیا۔ ابتدا میں بیدل پرہیزگار نہ تہے اسکے بعد تائب اور زاہد و عابد ہوے۔ مصائب میں بے مثل کتاب لکہی ہے۔ سواے اہلبیت کے کسی کی مدح نہ کرتے تہے آپکے تمام اشعار مدح یا مصائب اہلبیت میں ہیں صرف ایکبار حاجی مرزا آقاسی سلطان محمد شاہ کے وزیر کے لئے یہ رباعی لکہی ہے۔ ؎

نگزاشت براے شاہ حاجی درمے ٭ شد صرف قنات وتوپ ہر شی وکے

نے مزرع دوستاں ازاں آب نمے ٭ نے خانہ خصم راازاں توپ غمے

جب یہ اشعار حاجی مرزا آقاسی نے سنے آپکی حاجت برآری کی۔ اور ایک شخص طویل اللحیہ کی ہجو میں یہ ایک شعر لکہا ہے۔ ؎

مغنعن[1] ریش او از بس طویل است ٭ کہ از سیچقان[2] الی تنگوز فیل است

بیدل کہتے تہے کہ ملا محتشم نے دوازدہ بند سترہ سال کی مدت میں لکہے ہیں سترہ سال تک اصلاح کی ہے اسکے بعد طالبوں کو نقل دی ہے۔ بیدل صاحب کرامات تہے۔ خود کہتے تہے کہ کتاب مصیبت تہوڑی لکہی گئی تہی کہ میں متعرض ہو گیا لکہنا ترک کیا وقت مغرب دروازہ کے باہر سے آوز آئی میں باہر گیا۔ دیکہا ایک شخص کیسہ زر سربہ مہر مجہکو دیکہکر کہتا ہے کہ اس رقم سے قرض ادا کرو۔ کتاب مصیبت ختم کرو۔ ایضاً کربلاے معلی کی زیارت کو پیادہ جا رہا تہا۔ راستے میں بہوک کی شدت سے طاقت رفتار باقی نہ رہی۔ ایک ویران قریہ میں شکستہ

---

[1] مغنعن یعنے سلسلہ وار۔ [2] سیچقان نام اول سال رومی بدورۂ دوازدہ سالہ۔ تنگوز نام آخر سال رومی بدورۂ مذکور یعنے از اول تا آخر مترجم

دیوار سے ٹیکا لگا کر بیٹھ گیا۔ میری نظر دیوار کے سوراخ پر پڑی دیکھا کہ دیوار میں خشک روٹی کے ٹکڑے بہت موجود ہیں۔ تھوڑی روٹی کھائی۔ سوراخ کو بند کیا تاکہ دوسروں کے کام آسکے۔ ایضاً بزمانہ سیاحت میرا ایک وقت آبادی سے دور ایک جنگل میں گزر ہوا شام ہوگئی تھی۔ بھوکا تھا مغرب کی نماز پڑھی ضعف سے بیٹھ گیا ذکر خدا میں مشغول تھا کہ ناگاہ ایک شخص ظاہر ہوا۔ دسترخوان بچھایا نان تازہ مع نان خورش میرے سامنے رکھی اور کہا کہا ؤ بقدر حاجت کھانے کے بعد وہ شخص دسترخوان لیکر غائب ہوگیا۔ ایک بار بیدل قرضدار ہوکر حجت الاسلام کے پاس آئے آپ نے سو تومان دیئے اور سو تومان کی چھٹی ایک تاجر بروجرد کے نام لکھی تاجر نے انکار کیا بیدل واپس آئے۔ آپ نے دوسرے تاجر کے نام چھٹی لکھی تاجر ثانی نے فوراً رقم ادا کردی تاجر اول کو یہ حال معلوم ہوا۔ وہ بھی سو تومان دینا چاہا۔ بیدل نے یہ حال سید صاحب کو لکھا کہ تاجر اول نے اولاً انکار تھا آپ تاجر ثانی رقم دینے کے بعد وہ بھی سو تومان دینا چاہتا ہے۔ جیسطرح ارشاد ہو عمل کیا جائے۔ آپ نے لکھا تاجر اول سے بھی سو تومان وصول کر وہ بھی میں نے تم کو بخشے۔ اسطرح بیدل کو تین سو تومان حاصل ہوئے۔ عید غدیر کے دن تمام تاجر حسب حیثیت آپکی خدمت میں مال پیش کرتے تھے۔ کہ فقیروں میں تقسیم کریں اسی عید کے دن ایک وقت اٹھارہ ہزار تومان جمع ہوئے تھے۔ وہ مال اوسی وقت فقیروں میں تقسیم کیا۔ اسکے علاوہ آپ ہر روز ایک ہزار آدمیوں کو چھٹی لکھتے تھے۔ گوشت روٹی وغیرہ کی جس دوکاندار کے نام چھٹی لکھی جاتی وہ تحریر کے مطابق تعمیل کرتا اور اوسکی قیمت آپکے پاس آکر قیمت لے لیتا۔ ایک شخص نے حکایت کی ہے کہ ایک وقت میں بھوکا تھا رات کے وقت ایک گلی میں سے

جا رہا تھا آپ بھی اوسی کوچہ سے آرہے تھے میرے نزدیک آئے تو تغیر سوال
انگشت زرسرخ مجھ کو مرحمت کیا ایک سال شہر رشت میں بوجہ طاعون مال
لاوارث جمع ہوا تھا۔ فتح علی شاہ آپ کی خدمت میں آئے کہا اوس مال سے
کہ رشت میں جمع ہوا ہے میرے نام برات لکھدیجے۔ آپ نے بیس ہزار تومان کی
برات بادشاہ کو دیدی آپ نے فقرائے مکہ و مدینہ کے واسطے سالانہ مقرر کیا تھا۔
طالب علموں کی اعانت فرماتے تھے بلکہ رئیس و تجار اور شاہزادوں کو بھی قرض
دیکر اعانت فرماتے تھے۔ محلہ بید آباد میں آپ نے مسجد بنائی تھی کہ دنیا میں ایسی
مسجد نہیں ہے۔ آپ کی زندگی تک اس مسجد کی تعمیر میں ساٹھ ہزار تومان
خرچ ہوئے لیکن مسجد ناتمام رہی آپ کے بعد ستر ہزار تومان کی تعمیر باقی تھی
آپ سے فتح علی شاہ نے کہا کہ اس مسجد کی تعمیر میں مجھ کو بھی شریک فرمائے آپ
اس کو تمام نہیں کرسکتے آپ نے جواب دیا کہ میرا ہاتھ اللہ کے خزانہ پر ہے
جس سال آپ کا انتقال ہوا ہے۔ اوسی سال امین الدولہ نے آپ کے نام پر
بیس ہزار تومان کا دعوے کیا آپ نے کہا یہ رقم خیرات کے لئے دی تھی تقسیم
ہوگئی اوس نے کہا امانت رکھائی تھی۔ آپ نے کہا خیر مال خیرات میرا مال ہوگا
یہ فرما کر آپ نے وصیت کی کہ میرے مال سے یہ بیس ہزار تومان امین الدولہ کو
دیئے جائیں۔ حاجی غفور کی جماعت سے بھی ایک شخص نے اسی طرح
آپ سے مطالبہ کیا آپ نے کہا اس وقت تو خیرات کرکے پشیمان ہوا ہے خیر
وہ مال خیرات میرے مال میں محسوب ہوگا۔ اوس مال کی نسبت بھی آپ نے
وصیت لکھدی آپ کے استاد ملا مہدی نراقی بحر العلوم۔ آقا سید علی۔ اور
میرزائے قمی ہیں۔ مسجد حجت الاسلام قابل دید ہے۔ صرف مدرسہ کے پچاس
دروازہ ہیں آخوند ملا علی نوری نے مسجد کی تعریف میں چند اشعار لکھے۔ آپ نے کہا

ان اشعار کے صلہ میں اگر میں اپنے کو نثار کردوں کم ہے۔ کہتے ہیں کہ آخوند ملا علی نوری سے سوال ہوا تھا کہ اگر مچھلی باولی میں گرے کتنے ڈول پانی خالی کرنا چاہیئے۔ آپ نے کہا یہ مسئلہ مجھکو معلوم نہیں ملا علی کے شاگردوں سے اکثر فاضل ہیں۔ از انجملہ مولف کے والد مرحوم اور آخوند ملا عبداللہ آخوند ملا آقائے قزوینی حاجی ملا ہادی سبزواری حاجی محمد جعفر لنکرودی مولف آقا محمد مہدی ولد حاجی کرباسی کے ساتھ ان سے شواہد ربوبیہ پڑھتا تھا۔ آقا سید رضی مازندرانی سے بھی مجھکو تلمذ تھا ملا علی کی تالیفات سے کتاب حجت الاسلام ردشبہات پادری اور شرح حدیث امیر المومنین حواشی شرح اصول ملا صدری ہی آپ آخوند ملا اسمعیل واحد العین کے ارشد تلاندہ سے ہیں سوالات آخوند ملا علی نوری جوابات میرزائے قمی کتاب سوال وجواب میں لکھے گئے جس کو شوق ہو وہ کتاب دیکھے آخر جواب میں میرزا نے لکھا ہی ۱۱ جمادی الثانی ۱۲۲۷ھ چونکہ جنت مقام عالم علیم علامہ حجتالاسلام امر بہ معروف اجرائے احکام وحدود میں اہتمام تمام رکھتے تھے اس لئے محسود عام تھے ایک بار آپ سلطان کے استقبال کو اوٹھے صحن میں صدائے نقارہ آپ کے گوش مبارک میں محسوس ہوی دونوں ہات آسمان کی طرف بلند کرکے کہا۔ خداوندا اولاد فاطمہ کی ذلت اس سے زیادہ نہ فرمانا یہ بھی آپ کی کرامت ہے کہ اس واقعہ کے بعد آپ بہت جلد راہی ملک بقا ہوے۔ ایک بار آپ کے کھانے میں زہر ملایا گیا۔ باورچی نے ایک لقمہ بلی کو کھلایا وہ ہلاک ہوگئی ایک حاکم نے چار شخصوں کو آپ کے قتل کے لئے منتخب کیا۔ ہر ایک سے سو دینار کا وعدہ ہوا۔ چاروں شخص آپ کے قتل کے ارادہ سے آدہی رات کے

وقت بذریعہ کمند آئے کتابخانہ کے صحن میں داخل ہوئے تخت کے نیچے
چھپ کر بیٹھے تھے۔ آپ کے سامنے چراغ روشن تھا رات میں کتاب دعا
پڑھ رہے تھے اور مثل ابر بہار زار زار رو رہے تھے اون چار بدمعاشون
میں سے ایک نے بندوق اوٹھائی آپ کے سینہ کو نشانہ بنانا چاہا۔
اوسی وقت ہات میں ہیبت سے رعشہ ہوا۔ بندوق گرتے وقت دوسرے
رفیق کی طرف اشارہ کیا اوس نے بندوق لے لی اوس کا بھی یہی حال
ہوا سب نے توبہ کی واپس چلے گئے۔ آپ اون کی طرف متوجہ بھی نہوے
آخر عمر میں آپ سوء القنیہ سے علیل ہوے اطبا نے علاج کیا مفید نہ ہوا
روز پنجشنبہ حبس بول میں گرفتار ہوے زوال کے قریب حاجی کرباسی آپکی
عیادت کو آئے بعد مزاج پرسی مراجعت کی حجت الاسلام نے وضو کیا
نوافل ظہر اور نماز اس حالت میں بھی استادہ ادا فرمائی بے طاقت ہوکر
جانماز پر بیٹھ گئے۔ خاک تربت حضرت امام حسینؑ بقدر ایک حب کے تناول
فرمائی اوسی وقت مرغ روح نے آستانہ قدس کی طرف پرواز کی حاجی
کرباسی ابھی گھر تک واپس نہیں گئے تھے کہ خبر انتقال معلوم ہوی حاجی صاحب
یہ خبر وحشت اثر سنکر بیہوش ہوگئے بعد افاقہ سید صاحب کے گھر میں آئے
بہت روئے آخوند ملا علی اکبر خوانساری نے غسل دیا بعد غسل کے دستہائے
مبارک کو بوسہ دیکر کفن میں رکھا حسب وصیت مسجد میں دفن کیا۔
رضی اللہ عنہ تالیفات حجت الاسلام مطالع الانوار ۶ جلد رسالہ
زہرۃ البارقہ رسالہ تحفۃ الابرار رسالہ در بیان حال اسحٰق بن عماد
رسالہ حالات ابراہیم بن ہاشم قمی حاشیہ سیوطی رسالہ احوال ابان
بن عثمان رسالہ احوال محمد بن عیسی یقطینی رسالہ در بیان حکم عقل

رسالہ قبول تول نسواں **احوال بحر العلوم**

آقا سید محمد مہدی بن سید محمد حسینی - طبا طبائی یزدجردی بحر العلوم فی عین علمائے روزگار نادر دہر زدار نامدار محقق مسایل مبین مشاکل خورشید فلک سیادت وسعادت وزہادت وکرامت معقولات میں مثل شیخ الرئیس منقولات میں مانند محقق اول سال ولادت ۱۱۵۵ھ کربلائے معلے میں شب جمعہ ماہ شوال میں آپ پیدا ہوئے آپ کے والد نے اوسی شب خواب میں دیکھا کہ حضرت امام رضا نے ایک شمع محمد بن اسمعیل بن بزیع کو دی ہے - بحر العلوم کے بام خانہ پر وہ شمع روشن کیگئی اوس سے عجیب وغریب روشنی پھیلی ہے اوسی شب اوسی مکان میں بحر العلوم پیدا ہوئے ابتدا میں آپ کو اپنے والد سے تلمذ تھا آپ کے والد بھی عالم اور متقی اور صالح تھے - اس کے بعد آپ شیخ یوسف صاحب حدایق کے شاگرد ہوئے - اوس کے بعد نجف اشرف گئے اور وہاں شیخ محمد فتونی شیخ محمد تقی وغیرہم سے تلمذ حاصل کیا وہاں سے پھر کربلائے معلی میں مراجعت فرمائی استاد المجتہدین موسس بھبھانی کے بعد عراق عرب وعجم میں آپ کی شہرت ہوئی کہتے ہیں کہ بحر العلوم اور اون کے استاد آقا باقر بھبھانی مجلس عزا میں بیٹھے تھے ذاکر نے بطریق تغنی پڑھا - بحر العلوم متغیر ہوگئے ذاکر کو اسطرح پڑھنے سے منع کیا موسس موصوف آپ پر خفا ہوئے فرمایا اسکت یا سید مہدی یہ حکایت ملا آقائے دربندی نے کتاب اکسیر العبادات میں نقل کی ہے - آپ کی دختر آقا سید محمد کی زوجہ تھیں - آقا سید علی نے بحر العلوم سے کہا کربلائے معلی میں رہنے تک تدریس فرمائیے آپ نے اس کو قبول کیا - آپ کی مجلس میں آقا سید وغیرہ موجود رہتے تھے

آپ صاحب کرامات تھے۔ ایک دن بحر العلوم نے کہا کہ مجھکو اشتہائے
شام نہیں ہے ایک ظرف میں غذا بمقدار کثیر رکھی جائے وہ کھانا لے کر نجف
کے کوچوں میں سے ایک گھر پر پہنچے کہ مالک مکان تازہ وارد تھا اوس
شب دولھا دلھن بھوکے تھے گھر میں کوئی چیز موجود نہ تھی۔ بحر العلوم
نے دق الباب کیا دولھا باہر آیا۔ آپ نے کہا میں بھی بھوکا ہوں تم بھی
بھوکے ہو۔ بیٹھ کہکر اوس غذا کے ۳ حصہ کئے۔ ایک حصہ
دلھن کے لئے اور دوسرے حصہ میں آپ نے دولھا کے ساتھ
کھایا۔ ایضاً مرزائے قمی زیارت سامرہ کے لئے آئے تھے۔ ایک دن
بحر العلوم سے ملکر مرزا نے کہا تنہائی میں مجھکو آپ سے کچھ عرض
کرنا ہے۔ یہ سنکر مجلس خالی کردی ملا زین العابدین اوس مجلس میں
موجود تھے۔ اون کا بیان ہے کہ میں بھی اوٹھنا چاہا بحر العلوم نے کہا
یہ میرے محرم اسرار ہیں ان کو رہنے دو۔ اس کے بعد مرزا نے کہا
کچھ اسرار خفی بیان فرمائیے۔ بحر العلوم پوشیدہ رکھنا چاہتے تھے۔
لہذا انکار کیا کہ میرے کچھ اسرار نہیں۔ مرزا کے بہت اصرار کے بعد
بحر العلوم نے کہا۔ قبل ازیں میں نے خواب میں دیکھا کہ حضرت صدیقہ
کبریٰ نے مجھکو آش عطا فرمائی۔ بہت لذیذ تھی ایسی آش کبھی
میں نے کھائی تھی نہ دیکھی تھی۔ اس خواب کو ایک مدت گذرنے کے بعد
سفر خراسان میں تھا۔ نیشاپور میں میزباں نے آش پیش کی وہی خواب
کی آش تھی میزباں سے پوچھا اس آش کا کیا نام ہے کہا اس شہر
میں اس کو آش فاطمہ کہتے ہیں۔ یہ آش کھانے کے بعد میں نے خواب
میں دیکھا کہ حضرت فاطمہ فرماتی ہیں کہ کیا تمھارے جدامجد کی زیارت

سے مشرف ہونا چاہتے ہو۔ میں نے کہا کہ میری یہی آرزو ہے۔ جناب سیدہ ایک گھر میں تشریف لے گئیں۔ میں دروازہ پر کھڑا رہا۔ دیکھا کہ پیغمبر خدا صدر خانہ میں رونق افروز ہیں۔ اور امیر المومنین دروازہ کے پاس بیٹھے ہیں۔ میں نے سلام کیا آنحضرت نے ارشاد فرمایا بیٹھ جاؤ۔ میں نے خیال کیا کہ جہاں بیٹھوں وہ مقام حضرت امیر المومنین کی نشست سے بالاتر ہوگا۔ آپ دروازہ کے پاس ہیں۔ لہذا کنج خانہ میں بیٹھنا چاہا۔ کہ اگر صدر مجلس سے خط مستوی دم در تک کھینچیں اور دوسرا خط صدر سے کنج خانہ تک کھینچیں دم در بالاتر کنج خانہ سے ہوگا۔ اسی یقین سے کنج خانہ میں بیٹھ گیا۔ رسول خدا متبسم ہوئے۔ فرمایا اے فرزند تیرا خیال درست تھا اس کے بعد میں نے چند سوالات کئے جوابات ملے۔ مرزا ائے قمی نے کہا وہ سوالات و جوابات کیا تھے۔ بحر العلوم نے کہا کچھ نہیں سکتا۔ جس قدر مرزا اصرار فرماتے تھے آپ انکار فرماتے تھے۔ ایضاً ایک شب مغرب کے وقت مرقد عسکریین کے عقب میں آپ نماز پڑھنے کے لئے کھڑے تھے ملا زین العابدین کہتے ہیں کہ میں بھی آپ کے پیچھے شریک نماز جماعت تھا۔ آخر نماز کے وقت تشہد میں السلام علینا کہا ابھی السلام علیکم نہیں کہا کہ خاموش ہوگئے ہم نے گمان کیا کہ آپ کو سہو یا نسیان طاری ہوا ہے بہت دیر کے بعد آپ نے کہا السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ ہم سب کو تعجب ہوا آپ کی اس قدر ہیبت تھی کہ اس کا سبب کوئی پوچھ نہ سکا۔ ہم نے یہ مصلحت سمجھی کہ آج شام کے کھانے کے وقت آپ سے دریافت کریں گے۔ اگر آپ نے بیان نہ کیا تو ہم ساتھ نہ کھائیں گے اس لئے کہ آپ کی عادت

تھی کہ جو شام کے وقت حاضر رہے اور آپ کے ساتھ شریک طعام نہ ہو اوس سے ناراض ہوتے تھے۔ اس مشورہ سے ہم دو شخص شام کے وقت حاضر خدمت ہوئے بحرالعلوم نے کہا حکماً ہمارے ساتھ کھانا ہوگا۔ ہم نے کہا اگر آپ اوس نماز کا راز بیان فرمائیں گے تو ہم کھائینگے ورنہ بھوکے جائیں گے۔ آپ نے کہا اول طعام بعد کلام یہ سنکر ہم شریک طعام ہوگئے۔ اس کے بعد آپ نے کہا جب میں نے سلام کے صیغہ اول کو ادا کیا ناگاہ دیکھا میں نے حضرت امام عصر اپنے جد کی زیارت کے لئے اندرون حرم تشریف لائے ہیں۔ میری زبان میں لکنت ہوئی وحشت وہیبت سے کلام کی قدرت نہ تھی نماز میں ہونے کی وجہ سے اوٹھنے کی بھی قدرت نہ تھی نماز کو توڑ بھی نہیں سکتا تھا۔ جب امام علیہ السلام زیارت کے بعد مراجعت فرما ہوئے اوس وقت میرے حواس درست ہوئے صیغہ دوم پڑھا۔ ۔ مرزائے قمی بیان کرتے تھے کہ ایک شب مسجد سہلہ میں عبادت میں مشغول تھا۔ ناگاہ صدائے مناجات و تفرع وزاری سنی اس آواز کا یہ اثر ہوا کہ میرا دل قایم نہ رہا۔ اوسی آواز کی طرف نگاہ کی۔ دیکھا کہ ایک مقام میں مثل روز روشن نور بلند ہے قریب جا کر دیکھا کہ ایک شخص بیٹھے ہیں۔ میں نے سلام کیا۔ جواب دیکر فرمایا بیٹھ جاؤ میں بیٹھ گیا۔ وہ حضرت بحرالعلوم تھے میری گردن میں ہات ڈالا اور کہا اگر میں کہوں کہ حضرت قایم کو دیکھا ہے تو تم انکار کروگے۔ سید جواد بحرالعلوم کے شاگرد تھے شیخ محمد حسن نجفی صاحب جواہر الکلام ابتدا میں سید جواد کے شاگرد تھے صاحب کتاب مفتاح الکرامت سید جواد عاملی موصوف شرح قواعد علامہ میں

لکھتے ہیں کہ ایک شب میرے استاد بحر العلوم صحن امیر المومنین کے دروازہ کو کھولکر سمت حرم روانہ ہوئے میں بھی عقب میں روانہ ہوا دروازہ رواق کا باوجودیکہ مقفل تھا۔ آپ کے لئے کھل گیا۔ وہاں سے جانب حرم روانہ ہوئے دروازہ حرم کا بھی خود بخود کھل گیا۔ آپ نے سلام کیا مرقد منور سے جواب سلام کا سنا۔ میں خوف زدہ ہوکر واپس ہوا اور ایک شب کا واقعہ ہے کہ آپ نجف اشرف کے دروازہ سے باہر چلے میں بھی عقب میں روانہ ہوا۔ داخل مسجد کوفہ ہوئے آپ مقام حضرت صاحب الامر پر گئے آنحضرت سے کلام کیا مسئلہ خاص پوچھا آنحضرت نے ارشاد فرمایا کہ احکام شرعیہ میں دلایل ظاہری پر مامور و مکلف ہوا دسی سے استفادہ حاصل کرو۔ احکام واقعی پر مامور نہیں ہو۔ ایضاً ملازین العابدین کا بیان ہے کہ بحر العلوم ہر شب نجف اشرف کی گلیوں میں پھرتے تھے فقیروں کو کھانا وغیرہ تقسیم کرتے تھے چند روز سبق پڑھانا ناغہ کیا طلاب نے مجھ سے کہا کہ سبق کے لئے سفارش فرمائے میں نے جناب سے کہا حضرت نے ارشاد کیا کہ میں سبق نہ پڑھاؤنگا چند روز کے بعد طلاب نے مجھ کو واسطہ کیا کہ سبق نہ پڑھانے کا سبب دریافت کیجئے میں نے پھر حضرت سے کہا جناب نے فرمایا کہ ان شاگردوں میں کسی کو ایسا نہیں دیکھتا ہوں کہ جو نصف شب کے وقت تضرع وزاری میں مصروف رہے۔ ان کی صدا بلند ہو۔ باوجودیکہ میں اکثر رات کے وقت نجف اشرف کے ہر ایک کوچہ میں گشت کرتا ہوں لھذا ایسے طالب علم کو استحقاق نہیں ہے کہ مجھ سے پڑھے جب شاگردوں نے یہ بات سنی ایسا اثر ہوا کہ سب تضرع وزاری

میں مصروف ہوئے۔ ہر شب ہر طرف سے شاگردوں کی آواز گریہ بلند
ہونے لگی اس کے بعد آپ نے سبق پڑھانا شروع کیا۔ ایک بار بحر العلوم
مسجد کوفہ میں تشریف فرما تھے۔ اصحاب سے کہا اس قدر سواروں کا
کھانا تیار کرو وہ ابھی آتے ہیں بھوکے ہیں حسب الحکم آش تیار ہوئی
ناگاہ اوسی تعداد میں کہ جسقدر آپ نے کہا تھا سوار آگئے۔ سب
سیر ہو کر شادان گئے آپ کے اخلاق بھی قابل تعریف تھے ایک وقت
نماز کے لئے آپ اقامہ کہہ رہے تھے ابھی تکبیرۃ الاحرام نہیں کہی تھی
کہ ایک شخص حقہ لیکر آیا آپ بیٹھ گئے دو تین کش کے بعد نماز کی تکمیل
فرمائی۔ اسکی وجہ بیان فرمائی کہ اگر میں ایسا نہ کرتا تو ایک مومن کی
دل شکنی ہوتی۔ آپ کے پوتے آقا سید حسین نجف اشرف میں فقیہ
فاضل ہیں آپ کے بھائی کے پوتے حاجی مرزا محمود بروجرد میں
ہیں صاحب کرامت ہیں جس مجلس میں بیٹھتے ہیں قرآن شریف ضرور
پڑھتے ہیں حاجی سید صادق ساکن طہران آپ کے خاندان سے ہیں
آپ بھی ہر مجلس میں قرآن شریف خوب پڑھتے ہیں۔ ان کا قول ہے کہ
اگر صحبت علمی ہو تنازع و بحث و عدم خلوص نیت کا سبب ہوتی ہے
اگر صحبت دنیا ہو غالباً بغیر غیبت انجام پذیر نہیں۔ اس لئے محفل
میں قرآن شریف ورد اور خلوت میں اعمال بہتر ہیں چنانچہ سید صدر الدین
نہاوندی شوستری کی عادت تھی کہ ہمیشہ سجادہ بچھا ہوا اور مشغول نماز
رہتے تھے۔ آپ فاضل اور صاحب کرامت تھے حال مصنف
مولف مرحوم آقا سید صادق پیش نماز تنکابنی ساکن لنگرود بیان کرتے
تھے کہ میں عتبات عالیات کی زیارت کے بعد اصفہان کی طرف جا رہا

تھا نہاوند کی جانب سے چلا سید صاحب کی کرامت سنی تھی دیکھنے کی
تمنا تھی۔ آپ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ ذی اخلاق و باصفا تھے سب
آپ کے معتقد تھے۔ شاہزادے بھی آپ کی رعایت وحمایت کرتے
تھے کہ فتح علی شاہ کے بعد اس اعتقاد سے انکو سلطنت ملے سید صاحب
نے مجھ سے کہا کہ آپ کا کدھر آنا ہوا۔ میں نے کہا آپ کی کرامت سنی
تھی مشرف ہونے کے لئے حاضر خدمت ہوا ہوں سید صاحب نے کہا۔
میری کوئی کرامت نہیں ہے کرامت کے اشتہار کا سبب یہ ہے کہ
جو بچہ انسان کا پیدا ہوتا ہے جنات میں بھی اوسی وقت بچہ پیدا ہوتا
ہے وہ بچہ اس شخص کا ہمزاد ہے اسی طرح میرا بھی ایک ہمزاد ہے۔ اتفاقاً
میرا ہمزاد ایک طبقہ جن کا بادشاہ ہے اوس نے میرے لئے کچھ جن
مقرر کئے ہیں کہ میرے گھر پر رہیں میری خدمت کریں کبھی میرے
حوض کا پانی خالی ہوتا ہے تو فوراً بھر دیتے ہیں۔ کبھی میرا بچہ چھوٹے میں
روتا ہے تو جھولا ہلا دیتے ہیں۔ کبھی لکڑیاں لا دیتے ہیں آگ سلگاتے
ہیں جب لوگ یہ حالت دیکھتے ہیں کہ حوض میں خود بخود پانی آتا ہے
جھولا خود بخود ہلتا ہے لکڑیاں بغیر کسی لانے والے کے جمع ہو جاتی ہیں آگ
بغیر کسی شخص کے سلگانے سے سلگتی ہے۔ اور کوئی خدمتی اون کو
نظر نہیں آتا ہے تو گمان ہوتا ہے کہ کرامت ہے حالانکہ میری کرامت
نہیں ہے۔ بلکہ یہ خدمت وہ جنات کرتے ہیں مولف کا قول ہے کہ
حکایت ہمزاد معروف ہے۔ شیخ احمد احسائی سے کسی نے سوال کیا کہ
بعض وقت انسان بے سبب ظاہر ملول ہوتا ہے اس کا کیا سبب ہے
شیخ احمد نے کہا ہر شخص کا ایک جن ہمزاد ہے جب وہ ملول ہوتا ہے

انساں بے سبب ملول ہوتا ہے۔ دوم یہ کہ امام اعمال سے واقف ہوتے ہیں اور امام قلب عالم امکان ہیں جس وقت قلب کو ملال ہو تمام اعضا میں اوس کا اثر ہوتا ہے۔ شاید وہی شخص کہ اوسکے گناہ سے امام ملول ہیں یہ بھی مکدر ہوتا ہے دوسرے اشخاص نہیں ہوتے تالیفات بحر العلوم شرح وافیہ اصول کتاب مصابیح شرح مفاتیح کتاب رجال منظومہ طہارت وصلواۃ منظومہ اصول

احوال آقا سید علی

صاحب شرح کبیر وصغیر۔ آقا سید علی بن سید محمد علی طباطبائی اصفہانی ساکن کربلائے معلی سید محمد علی کے والد ابو المعالی صغیر ہیں ان کے والد سید ابو المعالی کبیر ہیں۔ ابو المعالی کبیر کو اولاد ذکور وانات تھی اولاد ذکور سید ابو طالب سید علی۔ اور سید ابو المعالی فرزند خورد ہیں انکو ایک فرزند سے زیادہ اولاد نہ تھی اس فرزند کا نام سید محمد علی ہے سید محمد علی آقا سید علی کے والد ہیں دختران سید ابو المعالی میں ایک زوجہ ملا محمد رفیع جیلانی ساکن مشہد مقدس اور آقا سید علی مذکور ہمشیر زادہ آقا محمد باقر بہبہانی ہیں اون کے داماد بھی ہیں۔ ولادت باسعادت آقا سید علی کی بلدہ طیبہ کاظمین میں ہوئی تاریخ ولادت ۱۲ ربیع الاول ۱۱۶۱ھ آپ سید اساتید مرجع رواۃ اسانید تھے۔ علم منقول میں وحید اور تقریر میں فرید تھے۔ تحریر فصیح وبلیغ تھی۔ ہم سب آپ کے شاگرد ہیں بے واسطہ یا با لواسطہ آپ دیار عرب وعجم میں مسلم تھے ابتدا میں آپ آقا محمد علی بن آقا محمد کے شاگرد تھے۔ آپ نے بہت جلد ترقی کی۔ آپ کو محمد باقر اور دوسرے علما سے بھی اجازہ حاصل ہے ایک دن مرزائے قمی آقا سید علی کے مہمان ہوئے حلم دیا گیا تھا کہ

طبق کشمش مطبوخ حاضر کریں۔ جب غذا حاضر کیگئی مرزا نے انکار کیا
اُن کی دانست میں طبخ کشمش حرام ہے۔ آقا سید علی نے اون کا ہاتھ پکڑ
کر کہا اس مسئلہ میں مجھ سے بحث کرو مجھ کو قایل کرو۔ یا یہ کشمش کھاؤ مرزا
نے کہا آپ خود جانتے ہیں کہ میں بحث میں آپ پر غالب نہ رہونگا
میرے مذہب میں یہ طعام حرام ہے آپ کے مشرب میں حلال ہے آپ
کیوں مجھ کو زحمت دیتے ہیں۔ آقا سید علی نے تبسم کیا۔ اور کہا۔
مرزا صاحب کے لئے طعام بے کشمش حاضر کرو جب دوسری غذا
لائی گئی مرزا نے تناول کی مسموع ہوا ہے کہ جناب سید علم حکمت سے
عاری تھے جب فلک کی تعریف کرنا چاہتے شاگردون سے پوچھتے فلک
کی کیا تعریف ہے شاگرد عرض کرتے جو ہر مجرد الخ۔ آپ علم ہیئت
سے بھی ناواقف تھے، شرح کبیر کی تالیف کے وقت جب مبحث قبلہ
پر پہنچے لکھنا مشکل ہوا ایک شاگرد خاص سے کہا کہ وقت خاص بقدر ضرور
علم ہیئت مجھکو سکھا ناشاگرد نے کہا جسطرح ہم کتاب بغل میں لیکر
آپ کی خدمت میں حاضر ہوتے ہیں آپ بھی اسی طرح میرے گھر پر تشریف
لائیے مسایل ہیئت سکھا دونگا آپ نے کہا مجھکو اس میں کوئی عذر
نہیں ہے لیکن جب گھر سے باہر نکلتا ہوں میرے ساتھ ہجوم رہتا ہے
لوگ میری اوقات تلخ کرتے ہیں آنے نہ دینگے یہ کہکر بہت دلگیر ہوئے
اوسی شب روضہ سید الشہدا میں گئے صبح تک مشغول عبادت
رہے تضرع وزاری سے بتوسط حضرت سید الشہدا درگاہ باری سے
طالب علم ہیئت ہوئے۔ اوسی وقت آپ پر علم ہیئت منکشف ہوا اُس
وقت آپ نے مبحث قبلہ لکھی آپ ہمیشہ اول شب سے صبح تک

عبادت میں مشغول رہتے تھے۔ آپکی تالیفات یہ ہیں شرح کتاب مفاتیح
ریاض المسایل یعنے شرح مختصر نافع معروف بہ شرح کبیر۔ یہ کتاب آپکی
کرامات سے ہے رسالہ تثلیت تسبیحات اربعہ۔ کتاب شرح صغیر
رسالہ اصول رسالہ حجیت مفہوم۔ رسالہ اکتفا بہ یک ضرب در تیمم
رسالہ اختصاص رسالہ منجزات مریض رسالہ حکم استظہار حائضہ
جس وقت دس دن سے زیادہ ہو۔ رسالہ برات ذمہ زوج۔ رسالہ حجیت
شہرت۔ رسالہ اباحہ نظر باجنبیہ۔ حاشیہ معالم۔ حاشیہ مدارک حاشیہ حدائق
شرح مبادی الوصول علامہ۔ رسالہ در تکلیف کفار بہ فروع دین۔

احوال مرزا محمد اخباری

آقا سید علی سے مرزا محمد اخباری مخالفت رکھتے تھے۔ اکثر دونوں میں
بحث رہی لہذا اون کا حال بھی لکھا جاتا ہے۔ واضح ہو کہ مرزا محمد
اخباری اہالی بحرین سے تھے اکثر طہران میں رہتے تھے بعض وقت
اصفہان میں بھی رہتے تھے۔ آخر کار کاظمین میں آپ کا مسکن و مدفن
ہوا۔ مرزا محمد کو بحث میں ید طولی حاصل تھا۔ آقا سید علی کے سوا کوئی
شخص بحث میں ان پر غالب نہ ہو سکا۔ آخوند ملا اصغر علی لاہجی کا بیان
ہے کہ ان کو جامعیت حاصل تھی کسی مسئلہ میں اگر عاجز ہو جاتے خصم کو
تدبیر وحیلہ سے دوسرے علم کی طرف مخاطب کرتے اگر اوس میں بھی
قاصر ہو جاتے تیسرے علم کی بحث شروع کرتے یہانتک کہ مقابل
کو عاجز کر دیتے تھے ایک ہی مسئلہ پر قایم نہ رہتے تھے۔ ایک وقت
اصفہان میں آئے ایک مجلس میں مرزا محمد آقا سید محمد باقر حجت الاسلام
اور حاجی کرباسی موجود تھے مرزا محمد نے حاجی کرباسی سے کہا کہ میں اور
تم زمانہ تحصیل میں رفیق تھے مجھکو تم پر حق رفاقت حاصل ہے

میری ملاقات کو کیوں نہیں آئے حاجی کرباسی تو خاموش رہے حجت الاسلام نے جواب دیا کہ حاجی کرباسی اون کا شاگرد ہے کہ جنھوں نے اپنے شاگردوں سے کہدیا ہے کہ اگر تم سے کوئی شخص اخباریوں کے ساتھ بیٹھے یا اون سے معاشرت کرے وہ میرا عاق ہے اس سبب سے حاجی صاحب آپ کی ملاقات کو نہیں آئے۔ مرزا محمد نے کہا اب مسئلہ کا ذکر ہوا۔ اگر حقوق عقوق کے خلاف ہوں ان میں مقدم کیا ہے سید نے فرمایا عقوق مقدم ہے اس کے مطابق حدیث سنائی مرزا محمد نے اس حدیث کی سند پر اعتراض کیا۔ عربیت اور الفاظ کی تردید کی۔ اور حقوق کو عقوق پر مقدم ثابت کیا۔ کتاب کافی سے اپنے دعوے کے مطابق چند احادیث پیش کیئے۔ حاضریں ساکت ہوگئے جس زمانہ میں شیخ جعفر نجفی اعلی اللہ مقامہ دار و طہران ہوے مرزا محمد بھی وہاں موجود تھے جس وقت شیخ کی دعوت ہوتی مرزا بھی مدعو رہتے اور جناب شیخ سے بحث کرتے رہتے چونکہ جناب شیخ کو علم منقول میں مہارت تھی اور مرزا محمد کو جامعیت حاصل تھی لہذا مرزا غالب رہتے۔ جناب شیخ کی اوقات تلخ تھی ایک شب جناب شیخ نے کہا میرزا ان کلمات واہیات سے عوام پر امر مشتبہ کرتے ہو۔ اپنے کلام فاسد کو بظاہر زینت دیتے ہو مسلمانوں کے دیں کو فاسد کرتے ہو اگر تم سچے ہو تو کل وقت ظہر مجھ سے مباہلہ کرو حق و باطل ظاہر ہوجائے گا۔ دوسرے دن میرزا محمد جناب شیخ سے پہلے آکر بیرون دروازہ منتظر رہے تماشائی بھی بہت جمع ہوگئے میرزا نماز کے لئے کھڑے ہوے جماعت کثیر نے اقتدا کی ناگاہ جناب شیخ بھی آگئے۔ نماز میں مصروف ہوگئے

ادھر کی جماعت ادھر آگئی۔ جناب شیخ کے عقب میں سب نے نماز پڑھی
میرزا نے جلدی سے نماز ختم کی اور فوراً بھاگ گئے۔ مباہلہ کی مجال نہ
ہوسکی مخفی نہ رہے کہ حق و باطل میں فصل ہونے کے لئے مباہلہ بہت موثر ہے
لیکن تحقیق شرائط سے مشروط ہے اصول کافی میں کیفیت شرائط معہ احادیث
موجود ہے۔ واقعہ عجیب یہ ہے کہ ایران و روس میں جنگ تھی سردار روس
جس شہر پر جاتا تھا فتح کرتا تھا فتح علی شاہ بہت پریشان ہوگئے مرزا محمدؒ
اخباری اوسوقت طہران میں موجود تھے فتح علی شاہ کی خدمت میں آئے
اور کہا میں چالیس دن کے عرصہ میں سردار روس کا سر آپ کے لئے طہران
میں لاتا ہوں بشرطیکہ آپ مجتہدین کے دین کو منسوخ و متروک فرمادیں
مذہب اخباری بلاد ایران میں جاری فرمادیں فتح علی شاہ نے قبول کیا
میرزا محمدؒ نے ختم آیۃ الکرسی شروع کی جس طرح سے اونکے پاس چلہ کا
طریقہ تھا۔ ترک حیوانی کیا ایک شکل موم کی بنائی اوسکی گردن میں تلوار
لٹکائی۔ جب چالیس دن ختم ہوے اور سردار روس کا سر نہ آیا میرزا محمدؒ کو
طلب کیا۔ میرزا۔ اسطرح تاخیر سے دربار میں آئے کہ سردار روس کا سر اور
میرزا ایک ہی وقت دربار میں آئے ایران کے افسروں نے بیان کیا کہ
ہمارے افسر نے سردار روس کو صلح کے لئے طلب کیا سردار روس ایک
ملازم کے ساتھ اور ہمارے افسر ایک ملازم کے ساتھ ایک مقام پر پہنچے
ہمارے افسر نے فوراً اوسکے ایک طمانچہ مارا اور سر جدا کیا۔ لشکر نے جب سردار
کو مقتول پایا سب بھاگ گئے۔ سردار روس کا یہ سر حاضر ہے سلطان کو
بہت حیرت ہوی میرزا نے عرض کی ہم نے اپنا اقرار پورا کیا اب آپ
اپنا وعدہ وفا فرمائیے سلطان نے مقربان دولت سے مشورہ کیا

ارکان سلطنت واعیان دولت نے کہا مذہب مجتہدین وہ مذہب ہے کہ
ایسہ ہدا کے زمانہ سے اب تک رائج ہے اور برحق ہے مذہب اخباری
مذہب ضعیف ہے۔ اگر آپ مجتہدین کے خلاف حکم نافذ فرمائینگے۔ زوال
سلطنت کا اندیشہ ہے رعیت میں شورش ہوگی اس کے علاوہ میرزا
محمدؐ آپ کے مخالفین کے ساتھ سازش کرکے سرکار کے ساتھ بھی یہی
سلوک کریگا۔ جسطرح سردار اور روس کا حال ہوا مصلحت یہی ہے کہ اسکو
حج دیگر عتبات عالیات میں روانہ فرما دیجے ایسے شخص کا وجود پائے تخت میں
مصلحت دولت نہیں ہے۔ سلطان نے میرزا سے معذرت چاہی خرچ
دیکر عتبات عالیات میں روانہ کیا۔ جب میرزا عتبات عالیات سے مشرف
ہوے۔ آقا سید علی کی خدمت میں حاضر ہوے۔ اصولی و اخباری کی بحث
شروع ہوی آقا سید علی نے فرمایا میں تم سے بحث کرتا ہوں بشرطیکہ فیصلہ
کلام ہی پر موقوف رہے رسل و رسائل کی ضرورت نہ ہو۔ میرزا محمد
نے قبول کیا مناظرہ شروع ہوا۔ آقا سید علی غالب رہے۔ میرزا محمد
مغلوب ہوکر کاظمین میں گئے وہاں سے اس مسئلہ میں اُن کا رد لکھکر
آقا سید علی کی خدمت میں رسالہ ارسال کیا۔ سید نے کہا معاہدہ یہ تھا
کہ بحث تقریری ہو تحریری نہ ہو اب بھی اگر وہ آئے تو میں اس کا جواب
دے کر اسکو قائل کرتا ہوں۔ میرزا محمد مجتہدین کے مخالف تھے جسوقت
شیخ جعفر کا انتقال ہوا تو اس میرزا نے کہا کہ مات الخنزیر بالخنازیر
بر نفس شیخ خنا زیر تھا۔ آخر علمائے عتبات نے مرزا کی بابت
حکم تکفیر لکھا ان کے قتل کا حکم ہوا جب چاہا کہ ان کے گھر میں انکو قتل
کریں میرزا نے سحر کیا۔ گھر کا دروازہ غائب ہوگیا۔ دیوار نمانہ توڑ کر گھر میں آئے

میرزا موجود تھے قتل ہوئے مولف عرض کرتا ہے کہ اخباری اگر قاصر ہو مضائقہ نہیں۔ اگر مقصر ہو فاسق ہے اگر العیاذ باللہ مجتہدین کی تکفیر کرے خود کافر ہے ہم نے اخباریوں کی تردید کتب اصولیہ میں لکھی ہے مانند تعلیقہ قوانین منظومہ اصول۔ شرح اصول۔

حصہ دوم تمام ہوا علما کے باقی حالات حصہ سوم میں ملاحظہ ہوں مع حالات علامہ مجلسی وغیرہم

تقریظ علامہ عصر فرید دہر جامع معقول ومنقول حاوی فروع واصول ادیب کامل معلم فاضل عالیجناب فضیلت مآب حضرت مولوی سید علی حیدر صاحب طباطبائی مدظلہ العالی المخاطب بہ حیدر یار جنگ۔

الٰہی وربی ہب علی برحمتہ	علیک اعتمادی یوم تبلی السرائر
عصیتک عصیاناً وخفتک تائبا۔	فانی لعبد غادر ثم عاذر

بسم اللہ و لہ الحمد

حکیم میرزا نادر علی صاحب مدظلہ نے علمائے شیعہ کے حالات ایک مشہور کتاب قصص العلما سے لکھنا شروع کئے ہیں چند جزو اوس کے چھپوا کر شائع بھی کر دئے ہیں گو مباحثہ علمیہ جو ضمناً کتاب میں آگئے ہیں بہت دقیق ہیں پھر بھی ترجمہ اچھا ہے مگر اس بارگراں کے یہ متحمل نہ ہو سکیں گے کاغذ اس زمانہ میں نایاب اجرت طبع حد سے زیادہ کتاب بہت بڑی خود مترجم قلیل البضاعۃ کچھ مومنین اس کار خیر میں شریک ومعین ہو جائیں تو منزل مقصود تک پہنچنا آسان ہو جائے گا فقط

دستخط سید علی حیدر طباطبائی

تذکرہ شعرا ضمیمہ ترجمہ قصص العلما

عالیجناب حضرت مولوی سید علی حیدر صاحب طباطبائی لکھنوی مدظلہ العالی
استاد فرید و شاگرد رشید حضرت مفتی سید محمد عباس صاحب شوستری الجزائری
ہیں مدت مدید سے ساکن حیدر آباد ہیں نظام کالج کے استاد عربی اور اسوقت
وظیفہ یاب اور دار الترجمہ کے مصحح تراجم اور اکثر امتحانات سرکاری کے
ممتحن ہیں بلند ہیں آپ کے شاگرد بے شمار ہیں نظم تخلص ہے آپکے اشعار عربی
و فارسی و اردو بے مثل و نظیر آپ کی تالیفات بے عدیل ہیں شرح دیوان غالب
اور عربی کی پہلی دوسری کتاب اور بہت سی کتابیں آپکی تالیفات و تصنیف
سے ہیں۔ صاحب دیوان ہیں آپ استاد شاہزادگان بلند اقبال ہیں اور اودھ
کے شاہزادوں کے بھی اوستاد ہیں۔ اکثر منتہی لوگ آپ سے فیضیاب رہتے
ہیں عمر تقریباً ۶۵ سال ہوگی۔

مفتی سید محمد عباس صاحب شوستری الجزائری ساکن ہندوستان۔ ایسے
حسان ثانی ایسے ادیب کامل کم پیدا ہوتے ہیں۔ آپ کا کلام آپ کی کرامت کی
دلیل۔ آپ کی تصنیفات آپ کے علامہ ہونے کے گواہ ہیں۔ چند اشعار لکھے جاتے
ہیں آپ کا دیوان عربی مطبوع ہو چکا ہے۔

سلام علیٰ باب النبی محمد	حبیب الہ العالمین محمد
ومن یتحف لی تربۃ من مزارہ	یکون بہا کحل الجواہر اثمدی
وھل من بشیر لی بطیبہ طیب	کطیر سلیمان بن داؤد ہدہد

قصیدہ طویل ہے دیوان کے سوا علحدہ بھی مع ترجمہ مطبوع ہو چکا ہے

احب علیاً حب صب متیم ... فوادی مجروح وذکراہ مرہمی
وصی رسول اللہ حافظ سرہ ... ومن ذب شر الناس عنہ بمخذم
شجاع صورۃ ہو ایضاً شجاعۃ ... فلیس بہ نقص اذا کان فی کمی
شری نفسہ حبا لمرضاۃ ربہ . ... غداۃ علیٰ فرش النبی المکرم

یہاں چار شعر لکھے گئے تمام قصاید طبع ہو چکے ہیں ۔

بنفسی موسیٰ کلما اغتاظ یکظم ... وتکلم فی مہد کعیسیٰ بن مریم
مسیح عہد اما کہ جاں برادقرباں ... نداشت غیض و غضب مثل موسیٰ عمران
وکان اذا صلی العشاء لربہ ... یمجدہ حتیٰ تطلع الفجر فاعلم
وفی ام غیلان علیہ ولایل ... تخد الیہ الارض خدا المقدم
فقامت الیہ غیر عاصیۃ لہ ۔ ... وارجعہا اخریٰ فعادت فی دم
زمیں شگفتہ آمد درخت سر دکیش ... دگر بجائے خودش رفت پیرو فرماں
چناں شود دریں ساز و برگ آمد و رفت ... کہ بندہ وگدائے بحضرتِ سلطاں
الٰہی فالحقنی بہ و برہطہ ... وصل علیہم اجمعین وسلم
چہ تحفہ ایست کہ آرم بدرگہ پاکش ... بجز درود و سلامے زحضرت یزداں

نفسی فدا المولیٰ الامام العالم ... طود العلیٰ والمجد موسیٰ الکاظم
نجم الہدیٰ بدر الدجی الشمس الضحیٰ ... نجل النبی الابطحی الہاشمی
من اہلبیت جمیم منجی الوریٰ ... وعداہم سبب النکال الدایم
نفسی فداہ حین قاسیٰ محنۃ ... فی سجن ہارون الرشید الغاشم

یا من لہ نادمن یذکر ... فہواہ عود والحشا کالمجمر
واذا اتانا زایراً بفضر یحۃ ... عتقت بنا نفحاتہ کالعنبر

الا لیس فی الناس للعلم داع | ولٰکن کلا الی الجہل ساع
وکیف استفقنی لذی الجہل منہ | وبالعلم تخص کشف القناع
اعباس لم تدجرة لبسح ۔ | فلا یوخذنک کساد المتاع

ولہ

مثنوی تجنیس الاجناس من وسلوی بھی بے نظیر و عدیل ہے صنعت تجنیس قافیہ میں آجتک کوئی مثنوی اس کے سوا اور کسی نے نہیں لکھی اوس کا پہلا شعر یہ ہے

لک اللھم حمد الحامدینا | وصلت بنا دولی الارحام دنیا
لطفت لنا وانزلت الکتابا | وتعفران یکن ذوالشرک تابا

ہند سے ایک صاحب مکہ معظمہ گئے تھے وہاں ایک شخص عرب تھے جو ہر قبیلہ کی زبان عربی پہچانتے تھے ۔ ان سے مفتی عباس صاحب کے اشعار کو سنکر کہا کہ یہ تو بنی ہاشم کی زبان معلوم ہوتی ہے ۔ مرحوم علامہ و شاعر ہونے کے علاوہ خوش طبع اور حاضر جواب بھی تھے ۔ ایک بار انیس رح صاحب کے کسی شاگرد نے آپ سے کہا کہ دبیر صاحب رح کے شاگردوں کو دبیر کے وزن پر تخلص رکھنے کے لیے بہت آسانی ہے ۔ مثلاً ۔ امیر ۔ وزیر ۔ نصیر ۔ بشیر وغیرہ ۔ مفتی صاحب نے سنتے ہی کہا انیس صاحب کے شاگردوں کو تخلص کیا کم ہیں ۔ انیس ۔ بیس ۔ اکیس ۔ بائیس وغیرہ عربی فارسی کے علاوہ آپ اردو بھی فصیح جانتے تھے ۔ رسالہ بنیاد اعتقاد آپ کی اردو نظم ہے جس کے چند شعر یہ ہیں ۔

بعد از سپاس و حمد خداوند کبریا | نعت و درود سید سردار انبیا
تعریف و مدح حیدر کرار کیجیے | وصف و ثنائے عترت اطہار کیجیے
لکھتا ہوں اس کے بعد کچھ اب مختصر | یعنے طریق پیروی عترت رسول

ماہر زبان ہند سے واللہ میں نہیں ہندی کے روزمرہ سے آگاہ میں نہیں

تازی و فارسی کی تو کچھ مشق ہو بھی ہوی ہندی کی فکر مجھ کو نہ ابتک کبھی ہوی

شاعر کبھی تو ذکر خط و خال کرتے ہیں [illegible] ال کرتے ہیں۔

ہے ذکر اس رسالہ میں اصل اصول کا بنیاد اعتقاد اسے کہئے تو ہے بجا

جو کچھ ہوا ہے نظم بقصد ثواب ہے

اطفال اور نسا کے لئے یہ کتاب ہے الخ یہ رسالہ بھی مطبوع ہو چکا ہے

ایک بار ماہ مبارک میں کسی ماما نے آپ سے کہا سرکار افطار میں ابھی دیر ہے آپ نے کہا کہ تم کو رکھنی ہے اور مجھ کو چکھنی ہے۔ ایک ملازم کے پاؤں کا انگوٹھا ٹھوکر لگ کر زخمی ہو گیا تھا۔ وہ آپ کے سامنے لنگڑاتا ہوا آیا تو آپ نے ہنسکر فرمایا کہ جاؤ جلدی ہلدی ولدی لگا دو۔ ایضاً ایک صاحب نے پوچھا کہ اختار کا ماضی مجہول اختیر حسب قاعدہ بضم ہمزہ چاہئے۔ لیکن بکسر ہمزہ بھی مستعمل ہے۔ اس کے متعلق آپ کا کیا خیال ہے۔ آپ نے فرمایا کہ اختیر فی اختیر، اختیر مقبول لفظ زبان پہ بکسر ہمزہ جاری فرمایے یعنے اختیر میں مذہب مختار اختیر بکسر ہمزہ ہے سبحان اللہ کس خوبی سے بیان فرمایا ہے۔ علم ادب میں اسقدر ڈوبے ہوے تھے کہ کوئی فقرہ آپ کی زبان سے یا قلم سے ایسا نہ نکلتا تھا کہ جس میں شان ادب نہ ہو یہاں تک کہ آپ فقہی مسایل جو لکھتے تھے اوس میں بھی یہی شان رہتی تھی چنانچہ ایک مقام پر وضو اور تیمم کے متعلق آپ لکھتے ہیں کہ والعذر فی الماء البارد عذر بارد والاستعمال فی کل وارد۔ یعنے جو لوگ کہ ٹھنڈے پانی سے وضو کرنے میں مضرت کا عذر کرتے ہیں یہ عذر خود بارد ہے اگر مضرت کا اندیشہ ہے تو کسی کام میں یعنے ہاتھ منہ دھونے میں بھی ٹھنڈے پانی کا استعمال نکریں سبحان اللہ کیوں نہ ہو باب مدینۃ العلم کے غلام ایسے

ہی ہونا چاہیئے۔

ایک بار استادی حضرت مولوی محمد منصور علی خاں صاحب حنفی مرحوم نے جو اکثر علوم عربی میں کامل اور مدرسہ طبیہ سرکار عالی کے صدر مدرس تھے بوقت درس کتب طب مجھ سے فرمایا کہ کیا خواجہ نصیر الدین طوسی آپ کے امام تھے ایسا عالم محقق کوئی نہیں ہوا۔ میں نے کہا کہ جناب محقق طوسی ہمارے مذہب کے ایک عالم تھے۔ ایمہ اثنا عشر کے خادم تھے بارہ کے سوا ہمارا کوئی تیرہواں امام نہیں ہے۔ موافق حدیث اثنا عشر خلیفۃ من بعدی کلہم من قریش علما کا علم کسبی ہے امام کا علم مثل علم رسول وہبی ہے۔ مختصر اینکہ ایک عالم کا یہ علم ہے تو امام خیر الانام کا علم مطابق حدیث انا مدینۃ العلم و علیؑ بابھا۔ کیا ہوگا خود باب علوم کا ارشاد ہے سلونی قبل ان تفقدونی یعنے جو کچھ پوچھنا ہے مجھ سے پوچھ لو میرے گم ہونے یعنے مرنے سے پہلے اس دعوے کی نظیر و مثال نہ حکماء مشائیں میں ہے نہ اشراقیں میں نہ انبیا و مرسلیں میں نہ ملایکہ مقربین ہیں۔ یہ سب درجات عالی رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ہی تعلیم و تربیت سے جناب علیؑ کو حاصل ہوے اور اونسے اونکی اولاد امجاد کو پہنچے اوسی دن سے مجھ کو علمائے کے حالات دیکھنے کا شوق تھا تا اینکہ قصص العلما کا ترجمہ لکھا۔ ایضاً ایک بار اوسی زمانہ میں مدرسہ طبیہ میں ایک صاحب جن کا مذہب اسماعیلیہ یا کچھ اور تھا تشریف لائے میرے استاد طب حضرت مولوی محمد منصور علی خاں صاحب کے دوست تھے کسی تذکرہ میں اونھوں نے کہا کہ سلطان العلما ادیب الدولہ استاد الملک آقا سید علی صاحب شوستری ایسے ادیب ہیں کہ دس پندرہ منٹ میں عربی و فارسی قصیدہ لکھتے ہیں ہر روز دس بیس اہل غرض کی سفارش میں عہدہ داروامرا کے نام

تحریر کرتے ہیں۔ ہر رقعہ میں اول چند اشعار لکھکر پھر نثر میں اوسکی سفارش لکھی جاتی ہے۔ اگر ہر رقعہ ہر ایک کتاب میں جمع ہو تو ایک انشائے عجیب وغریب مرتب ہو جائے۔ غیر معصوم کو اسقدر علم حاصل ہونا عجیب بات ہے ذالک فضل اللہ یوتیہ من یشاء۔ کاش یہ ہمارے علما سے ہوتے۔ میں نے سنا کہ جس کو اسقدر علم حاصل ہو وہ آپ کے علما میں نہیں رہ سکتا احوال سلطان العلما ادیب الدولہ استاد الملک حضرت آقا سید علی صاحب شوستری ابن عم حضرت مفتی عباس صاحب موصوف اس مترجم کے استاد اور یہاں کے اکثر علما وشعرا کے استاد تھے۔ فضیلت ولیاقت وسخاوت میں بے نظیر ادیب وشاعر بے عدیل تھے حضرت مرحوم کا تخلص طوبی ہے۔ استاد شاہ رعیت پناہ خلد اللہ ملکہ تھے۔ آقائے مرحوم کل ماہوار ایک ہزار روپیہ بھی خیرات ومجالس امام حسینؑ میں سب صرف فرمادیتے تھے۔ آپ کا دسترخوان ہمیشہ عام تھا ۲۰ صفر سے آخر صفر تک ہر سال نکاج گرمی میں قریب کوہ شریف مولا علیؑ آپ کے مکان میں مجلس عزا ہوا کرتی تھی۔ بلدہ سے آنے والوں کو سواری کا کرایہ بھی ملتا تھا ایک وقت حاضرین کی کثرت کی وجہ سے مجلس عزا ختم ہونے کے بعد دسترخوان پر جگہ باقی نہ تھی ایک فقیر آیا اور دور کھڑا رہا۔ جب آقائے مرحوم نے اوسکی طرف دیکھا اپنے سامنے کا ظرف طعام اوٹھاکر اوس کے پاس جاکر فرش خاک پر بیٹھ گئے۔ اور کہا میرے ساتھ کہاؤ تم بھی فقیر میں بھی فقیر الحاصل آقائے مرحوم مجمع صفات حسنہ اور صاحب کرامت تھے۔ ایک بڑے عہدہ دار کو کف دست کے خطوط دیکھکر کہا تھا کہ آج سے ۳ سال کے بعد فلاں تاریخ وماہ وروز تم کو سرکاری خدمت ملیگی عہدہ دار موصوف اس مترجم سے خود فرماتے تھے کہ میں اوسی مدت کے بعد اوسی تاریخ ملازم سرکاری ہوا۔ اسی طرح سیکڑوں اشخاص کو علم قیافہ سے جو کچھ

ارشاد فرماتے تھے وہی ہوتا تھا۔ ایضاً ایک وقت حاضرین کے سامنے ارشاد فرمایا تھا کہ ایک شخص نے میرے اشعار پر اعتراضات لکھے ہیں۔ اور لوگوں نے مجھ سے آکر کہا آپ کے اشعار فارسی وعربی پر ایک ہندی نے اعتراضات کئے ہیں۔ میں نے کہا میں جواب نہیں لکھتا۔ وہ شخص تین چار ماہ کے بعد شہر بدر ہوجائیگا۔ یہی سزا کافی ہے چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ فلسفی صاحب موصوف شہر بدر ہوگئے۔ جناب شایخ علیخانصاحب جاگیردار نے اس مترجم سے ملکپیڑ میں کہا تھا کہ میں نے حضرت امیرالمومنین کو خواب میں دیکھا آقا سید علیصاحب شوستری کی صورت کے مشابہ زبان فارسی تو آپ کی مادری زبان تھی عربی میں نحوی بدوی ہر قسم کی زبان سے واقف کامل تھے۔ آپ کے اشعار عربی و فارسی تو بے مثل و نظیر ہیں مگر بطور تفنن خاطر کبھی کبھی اردو شعر بھی فرما دیتے تھے لیکن اردو با محاورہ نہ تھی چنانچہ ایک آدھ شعر مجھکو یاد رہگیا ؎

وسیلہ بندے کی جز آپ کی جناب نہیں ۔۔۔ وہ کون ہے جو تیرے در سے فیضیاب نہیں

اسی طرح اس شعر کو پڑھا تھا۔ زبان طوبیٰ اگرچہ دری ہے تازی ہے۔ مگر کچھ اردو میں بھی اسقدر خراب نہیں۔ الحاصل اردو زبان صاف نہ تھی ایک وقت کسی سایل کو اپنے پاس سے کچھ دیکر ایک رقعہ کسی نواب صاحب کے نام تحریر فرمایا تھا۔ سایل وہ رقعہ لیکر نواب صاحب موصوف کی خدمت میں حاضر ہوا۔ نوابصاحب نے کہا اس وقت کچھ موجود نہیں ہے۔ سایل نے کہا آپ اپنے نام کے موافق نہ دیجئے بلکہ میری حیثیت کے مطابق دیجئے نواب صاحب نے کہا اس وقت اس قدر بھی نہیں ہے۔ سایل نے آکر یہ قصہ آقا سے بیان کیا آقا نے کہا یہ گھر خراب ہوجائینگے اور ہم دیکھینگے چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ ایک وقت ایک سایل آقا کی خدمت میں حاضر ہوا آپ نے کہا اس وقت موجود نہیں جب وہ مایوس جانے لگا۔

آپ نے پھر اوسکو بایں الفاظ طلب کیا کہ (او ہندوستانی او ہندوستانی او ہیرا۔) وہ حاضر ہوا تو
آپ نے کہا ——— (میں اس وقت نہیں ہے کہا تھا ہیں دیو لنگا کہ کہا میری ہولڈ
ہے تک میرے پاس رہو میرے ساتھ کہانا کہاؤ اور مطلوبہ رقم لیکر جاؤ۔ وہ
رہ گیا اور رقم حسب سوال لے کر گیا اردو کہتے وقت اگر کوئی لفظ سا قطمیں
موجود نہ رہتا تو آپ کسی دوسری طرح مطلب ادا فرما دیتے تھے ایک بار فرماتے تھے کہ (میں اوسکو
دو پچاس روپیہ دیا۔ یعنے سو روپیہ ایضاً ایک صاحب نے آپ سے کہا آغا صاحب
آپ کی زبان سے لفظ سکول ادا فرماتے آقا نے کہا۔ ایسکول اس شخص نے کہا الف کی حرکت بقدر
دراز ہونی چاہیئے۔ یہ سنکر بار دوم آقا نے کہا۔ سکول پھر اس شخص نے کہا کہ ایسا بھی نہیں جناب
آقا نے کہا نہ ایسکول نہ سکول۔ اسے زبان تو مساق ابتدا بہ سکون چگونہ می شود۔ ایضاً ایک وقت
ایک سوداگر آتش پرست آپ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور کہا کہ میرے پاس چند عدد موتی بیش قیمت
ہیں بلدہ کے کسی امیر کے نام رقعہ لکھدیجئے وہ خرید لینگے آپ نے فرمایا اول کہانا کھاؤ بعد لیجاؤ آپ
کسی سایل کو رد نہ فرماتے تھے وامے درمے سخنے قدمے ہر طرح سے اوسکی اعانت فرماتے تھے
سوداگر نے کہا میں آپکی طرح نہیں کہا سکتا ہوں آپ نے کہا تم جسطرح کھاتے ہو کہاؤ پھر اوسکے
کہنے کے مطابق اوسی وقت سکندرآباد سے چائے بسکٹ طلب کئے گئے اور میز کرسی وغیرہ
لوازمات سے کھانا کھلایا گیا اوسکے کھاتے وقت آپنے کہا اکرموا الضیف ولو کان کافرا۔ اوسکے بعد
نواب شہاب جنگ مرحوم کے نام رقعہ تحریر فرمایا وہ شخص رقعہ لیگیا اور موتی دیکر قیمت لے لی اسیطرح
میں اپنے چشم دید حالات لکھوں تو ایک علیحدہ کتاب ہوگی آپکے دو فرزندان فاضل وکامل
نواب نیر جنگ واختر جنگ بہادر ہیں حضرت کے کلام کا یہ حال تھا کہ بعض اشخاص چائے اور شکر
آپ سے طلب فرماتے اور آپ مرحمت فرماتے تو مسودہ دیوان کے ورق پھاڑ پھاڑ کر چائے شکر
اوس میں رکھ لیتے تھے انتہا ئے خلق سے آپ خاموش رہ جاتے تھے سید کسے بود کہ ہو بناشود از
خلق محمدی کرم مرتضی علیؑ آپ تمام صفات حسنہ کے مجمع تھے سخی جواد عالم اور ادیب کامل تھے

ایک بار اس مترجم کے نام سے طلب دوا آپ نے رقعہ لکھا تھا حب علت اول نظم بوذشر سے

حب علت خلقت است و ایجاد	ایجاد برائے حب بہانہ
خیزو زمحبت انجہ بینی	رسم عالم ازین میانہ
خود شاعر وجد باب شاعر	پر گشتہ ز آفتاب خانہ
اگر قافیہ نشد علامت	دعوائے شما سئے وار ثانہ
نادر اخواں کہ ہستی امید کہ نادر زماں نیز شوی	بارک اللہ فیک وھذا الدعا یکفیک

مترجم نے اس کے جواب میں لکھا تھا

اے عالم و فاضل یگانہ	یکتائے زمانہ در زمانہ
در ملک ادب تو بادشاہی	بر فرق تو افسر شہانہ
لاریب بود شگاف کلک	در زلف عروس نظم شانہ
اشعار مرا اگر پسندی	این فخر سنت جاودانہ

مترجم کے دیوان اول میں باقی اشعار موجود ہیں۔ ایک بار آپ قطعہ مقناطیس ہات میں لیکر سیلاپچی برنجی کی ایک طرف اوسکی گردش دے رہے تھے دوسری طرف سوزن مقناطیس ایسی کی کشش سے باوجود جسم جبال پھر رہی تھی آپنے حاضرین سے کہا یہ شوق آہن ہے یا کشش مقناطیس۔ حاضرین نے بالاتفاق کہا شوق آہن اس مترجم نے کہا کشش مقناطیس ہے اسکا ثبوت یہ ہے کہ آہن کی مقدار کو زیادہ کرو اور مقدار مقناطیس کم کرتے جاؤ مقناطیس بوجہ جسم قلیل آہن کثیر کو جذب نہ کرسکیگا اگر شوق آہن ہو تو متعدد ار کثیر ہوکر پہلے سے زیادہ ملحق ہوجاتا آقا نے میری طرف دیکھکر کہا ہزار آفرین۔ ایضاً ایک وقت مترجم حاضر خدمت تھا آپ نے نعت میں سو شعر کا ایک قصیدہ دس پندرہ منٹ میں لکھا کاتب ایک شعر لکھنے سے پہلے آپ دوسرا شعر نظم فرما کر بنویس بنویس کہتے تھے اسوقت دو شعر یاد ہیں۔

اے ذکر تو زینت محافل	در ذکر تو لشکر عرش منزل

در گلشن تو ہزار بلبل　　جبریل یکے ازان بلابل ۔

قصیدہ ختم ہونے کے بعد اس مترجم نے بھی باجازت اوسی وقت چند اشعار لکھے

اے نعت تو مثل حمد مشکل　　برتر ز قیاس عقل کامل
از فیض وجود ذات پاکت　　اشیا بہ عدد شدہ معادل
تا نام تو شد نہ زیب عنوان　　اجزائے وجود شد نہ کامل
با دین تو فرق جملہ ادیان　　فرقے کہ میان حق و باطل
اے از ہمہ انبیا بآخر ۔　　وے از ہمہ اوّل از ازل ۔
بر روزنہ عرش احترامت　　قربان و نثار طایر دل
محبوب آلہ ذات پاکت　　از علت خلق علین حاصل
مداح تو بر سفینہ نوح ۔　　از بحر الم بود بہ ساحل
رحم و فضلت دوا اے عاصی　　جود و کرمت علاج سایل
بے وحی نبود نہی و امرت　　نطق تو کلام رب عادل
ہرچند کہ بعد ہست عاصی　　گردد بہ شفاعت تو مقبل
اے بے تو مرا کسے نہ کافی　　وے جز تو مرا کسے نہ کافل
من سایل درگہ تو للہ　　محروم نہ گشتہ از تو سایل
صد حیف کہ دین گشت بے جان　　از دار فنا شدی چو راحل
بعد از تو ہزار رخنہ در دین　　افتاد از فرقہائے باطل
صد شکر کہ بر کتاب و عترت　　از جان و دل است بعد عامل
واللہ کہ دین حق ہمین است　　باقی ہمہ اعتقاد باطل
افزون ز قیاس حرف و اعداد　　بر تو صلوات پاک نازل ۔

ایضاً مہاراجہ بہادر کی خدمت میں اس مترجم کی سفارش میں آپ نے ایک رقعہ لکھا تھا ۔

حکیم و شاعر و منشی محاسب ٭ بہر کارے کہ فرمائی مناسب ؎ ۱۳۲۲ھ میں آپ کا انتقال ہوا ۷۰ سال سے کچھ زیادہ عمر تھی پائیں نوشہرہ تشریف آپ کی قبر مبارک ہے۔ اعلی اللہ مقامہ۔ میرے برادر معظم حضرت مولوی سید نوازش علی صاحب لمعہ نے آپ کے انتقال کی حسب ذیل چند تاریخیں کہی ہیں۔

قد مضٰی سیدی شاد الملک ۔
اتاہ رحمت عام رحلتہ

الک بروض الجنان مربعہ
حلت دار النعیم مضجعہ
۱۳۲۲ھ

وائے ویلا وا دریغا رفت از دنیائے دوں
خوانم اشعار ثنائی را کہ بس مشکل بود
روزہا باید کہ تا یک ہشت پشم از پشت میش
ہفتہ ہا باید کہ تا یک پنبہ دانہ ز آب و گل
ماہ ہا باید کہ تا یک سنگ خارا از آفتاب
دورہا باید کہ تا گردوں گردوں یک شبے
عمرہا باید کہ تا یک کودکے از فیض طبع
قرنہا باید کہ تا یک مرد صاحب دل شود
عصرہا باید کہ باز از شوشتر آید بہست
گفت سال ارتحالش لمعہ اینک حسب حال

عالم و فاضل فرید و ہر یکتائے زمن
کاملے گر رفت ازیں جا مثل او پیدا شدن
زاہدے را خرقہ گردد یا حمائے برار سن
شاہدے را حلہ سازد یا شہیدے را کفن
لعل گردد در بدخشاں یا عقیق اندر یمن
عاشقے را وصل بخشد یا غریبے را وطن
عالم دانا شود یا شاعر شیریں سخن
با حمیدا اندر خراسان یا اویس اندر قرن
چوں شاد الملک طوبی کامل و استاد فن
شد شاد الملک یکتا دانشے امروز از دکن
۱۳۲۲ھ

از جہاں رفت حضرت طوبی
زد رقم کلک لمعہ سال وفات

منزل او بہشت و ماوی ہست
جائے طوبی بہشت اعلی ہست
۱۳۲۲ھ

مومن پاک عاشق مولیٰ — چوں ز دار فنا بعقبیٰ شد
شدہ پائیں کوہ مولا دفن — زمین شرف رتبہ اش دوبالا شد
کلک لمعہ نوشت تاریخش — قبر او خاک پائے مولا شد
۱۳۲۴ھ

رفت ادیب فاضل بے مثل سیف از جہاں — شد جہانے را دگرگوں حال ازیں رنج و ملال
ہاتف غیبی بگوشِ لمعہ محزوں بگفت — راہی گلزار جنت شد ادیب الدولہ سال
۱۳۲۴ھ

مترجم کے بعض حالات عجیب و غریب یعنے بزرگان مرحوم کو بیداری و خواب میں دیکھنا یا شیاطین و جنات کو دیکھنا مقام مناسب میں لکھے جائینگے۔ اس مترجم کے تالیفات و تصنیفات یہ ہیں گنجینہ تواریخ یعنے مساوی الاعداد انتخاب نادر یعنے خلاصہ یادگار رضائی دیوان اول۔ دیوان دوم مطلع دیوان دوم۔
الا یا طالب الامال لاتقنط وحصلہا — کہ عشق آسان بنود اول نے شد مشکلہا
قصاید نعت و منقبت مع تواریخ ولادت و شہادت ائمہ معصومین۔ مجموعہ رباعیات ردیف وار۔ مجموعہ نوحہ و سلام۔ چار مرثیہ۔ ترابادیں نادر طب نادر۔ نادر الحساب ۴ حصہ یہ تمام کتابیں طبع ہو چکی ہیں۔ دیوان سوم ناتمام ترجمہ قصص العلماء حصہ اگر یہ ترجمہ کامل میرے زمانہ میں طبع نہ ہو سکے تو میرے فرزندوں کو چاہئے کہ مسودہ کے مطابق جسقدر مضمون باقی رہ جائے مع ضمیمہ طبع کرائیں سلسلہ اولاد ان اشعار سے ظاہر ہے

تواریخ ولادت فرزنداں و دختراں حکیم میر نادر علی رعد

فرزند ثالث من ہم شکل پیدا دل — آن چار و د واحد شد در عشر این مبدل

آن بست وچار ہجری این دوم وچہل بست	۲۴	آن دوم محرم با نقطہ این مکمل
باقر علی ست اول صادق علی ست ثالث	۴۲	بہر نبی و آلش اعمار شان مطول
یکشنبہ از محرم ہم بود صبح پنجم		صادق بشد تولد در وقت صبح افضل
ہم معنوی و صوری اے زعد سال گفتم ۱۳۲۴		تاریخ و روز و وقت وما داشت سال اکمل
فرزند ثانی من باشد قرین بہ اول		آن بست وچار ہجری این سی وچار افضل
کاظم علی است نامش ہمنام جد فاضل		بہر نبی و آلش عمرش شود مطول

ایضاً تاریخ ولادت میر باقر علی فرزند اکبر بہ صنعت صوری و معنوی

دوم شام و محرم بروز سہ شنبہ ۱۳۲۴ھ	ہزار و سہ صد و بست و چہار ہم ہجری ۱۳۲۴ھ

ایضاً تاریخ ولادت میر کاظم علی فرزند اوسط

پنجشنبہ اور سترہ تھی مہ شوال کی	نیک ہے کاظم علی ہمنام جد پیدا ہوا
تہنیت میں سال ہجری سے یہ آتی تھی صدا	نیک اسے کاظم علی ہمنام جد پیدا ہوا ۱۳۳۴ھ

تاریخ ولادت دختر اولی

ہوگئی دختر اولے پیدا	دختر ماہ جبین ہے لکھ سال ۱۳۳۰ھ
عسکری پیدا ہوئی تاریخ و ماہ عسکری	عید ہے یہ پنجشنبہ آٹھویں دوم ربیع ۱۳۳[illegible]ھ

تاریخ ولادت دختر ثانیہ

جمعہ ۱۰ اول جمادی وقت عصر	گیارہویں تاریخ تھی پیدا ہوئی
ہے یہی تاریخ بنت ثانیہ	رعد لکھو ۔ اصغری پیدا ہوئی
	۱۳۳۹ھ

مترجم کتاب حکیم میر نادر علی رعد کی تاریخ ولادت ۷ ماہ رجب ۱۲۹۱ھ سہ شنبہ ہے جد مرحوم کے کسی شاگرد نے یہ تاریخیں لکھی تھیں

ع سعادت مند شد فرزند پیدا
۱۲۹۱ھ

ع درجہاں آفتاب عالمتاب
۱۲۹۱

مترجم کے برادر معظم حضرت مولوی سید نوازش علی صاحب لمعہ منصبدار و محاسب ضلع سال پیدائش ۹ رجب ۱۲۸۷ھ روز شنبہ آپ عربی فارسی میں فارغ التحصیل تھے والد مرحوم کے اکثر شاگرد اصلاح سخن کے لئے آپ کی خدمت میں حاضر رہتے تھے آپ کی تالیفات و تصنیفات رسالہ اضافت رسالہ مسمی مرآت العروض جواہر الاشعار ۔ لمعۃ الادب ۔ تخمیس لمعہ عربی ان کے سوا غیر مطبوعہ کئی رسالہ ہیں اکثر ماہواری رسالوں میں آپ کے مضامین طبع ہوا کرتے تھے ۔

تاریخ انتقال ہے

سید و باب استاد علوم و اشعار
ہژدہم شام ربیع دوم و یکشنبہ

رعد از نشتر تو بنج اخی شد بہ عدم
شد نوازش علی لمعہ بگلزار نعیم
۱۳۴۳ھ

حضرت بھائی صاحب کے ایک ہی فرزند ہیں سید مہدی علی نام ہے ۔ بی ۔ اے ۔ بی ۔ ٹی کی ڈگری پائی [illegible] عالیہ میں مدرس ہیں ۔ زیارت کربلائے معلےٰ و نجف اشرف سے مشرف ہیں فقط سال پیدائش جمعہ ۴ ماہ صفر ۱۳۱۲ھ اطال اللہ عمرہ ۔

دائمی جنتری مرتبہ حلیم میر نادر علی رعد

ابتدائے سال از مطابق	غرہ محرم	غرہ صفر	غرہ ربیع الاول	غرہ ربیع الثانی	غرہ جمادی الاول	غرہ جمادی الثانی	غرہ رجب	غرہ شعبان	غرہ رمضان	غرہ شوال	غرہ ذیقعدہ	غرہ ذیحجہ	[illegible]
۱۳۲۰ھ و ۱۳۲۵ھ و ۱۳۵۳ھ ۱۳۶۱ھ	سہ شنبہ	پنجشنبہ	جمعہ	یکشنبہ	دوشنبہ	چہارشنبہ	پنجشنبہ	شنبہ	یکشنبہ	سہ شنبہ	چہارشنبہ	جمعہ	سال ۱ و ۹ و ۱۷ و ۲۵ و ۳۳ و ۴۱ و ۴۹ وغیرہ ہر ۸ سال
۱۳۲۳ھ و ۱۳۴۷ھ و ۱۳۵۴ھ ۱۳۶۲ھ	شنبہ	دوشنبہ	سہ شنبہ	پنجشنبہ	جمعہ	یکشنبہ	دوشنبہ	چہارشنبہ	پنجشنبہ	شنبہ	یکشنبہ	سہ شنبہ	سال ۲ و ۱۰ و ۱۸ وغیرہ ہر ۸ سال
۱۳۲۹ھ و ۱۳۴۷ھ و ۱۳۵۵ھ ۱۳۶۳ھ	چہارشنبہ	جمعہ	شنبہ	دوشنبہ	سہ شنبہ	پنجشنبہ	جمعہ	یکشنبہ	دوشنبہ	چہارشنبہ	پنجشنبہ	شنبہ	سال ۳ و ۱۱ و ۱۹ وغیرہ ہر ۸ سال
۱۳۴۰ھ و ۱۳۴۸ھ ۱۳۵۶ھ ۱۳۶۴ھ	دوشنبہ	چہارشنبہ	پنجشنبہ	شنبہ	یکشنبہ	سہ شنبہ	چہارشنبہ	جمعہ	شنبہ	دوشنبہ	سہ شنبہ	پنجشنبہ	سال ۴ و ۱۲ و ۲۰ وغیرہ ہر ۸ سال
۱۳۴۱ھ و ۱۳۴۹ھ و ۱۳۵۷ھ ۱۳۶۵ھ	جمعہ	یکشنبہ	دوشنبہ	چہارشنبہ	پنجشنبہ	شنبہ	یکشنبہ	سہ شنبہ	چہارشنبہ	جمعہ	شنبہ	دوشنبہ	سال ۵ و ۱۳ و ۲۱ وغیرہ ہر ۸ سال
۱۳۲۲ھ و ۱۳۵۰ھ و ۱۳۵۸ھ ۱۳۶۶ھ	سہ شنبہ	پنجشنبہ	جمعہ	یکشنبہ	دوشنبہ	چہارشنبہ	پنجشنبہ	شنبہ	یکشنبہ	سہ شنبہ	چہارشنبہ	جمعہ	سال ۶ و ۱۴ و ۲۲ وغیرہ ہر ۸ سال
۱۳۴۳ھ و ۱۳۵۱ھ و ۱۳۵۹ھ ۱۳۶۷ھ	یکشنبہ	سہ شنبہ	چہارشنبہ	جمعہ	شنبہ	دوشنبہ	سہ شنبہ	پنجشنبہ	جمعہ	یکشنبہ	دوشنبہ	چہارشنبہ	سال ۷ و ۱۵ و ۲۳ وغیرہ ہر ۸ سال
۱۳۴۴ھ و ۱۳۵۲ھ ۱۳۶۸ھ	پنجشنبہ	شنبہ	یکشنبہ	سہ شنبہ	چہارشنبہ	جمعہ	شنبہ	دوشنبہ	سہ شنبہ	پنجشنبہ	جمعہ	یکشنبہ	سال ۸ و ۱۶ و ۲۴ و ۳۲ وغیرہ ہر ۸ سال تا قیامت

[illegible]